web:welayatpublications.com E.mail: welayatpublications@gmail.com

انوار غدیر - 190

انوار غدیر

غدیری ایام کی مناسبتوں پر مشتمل جوانوں کے لئے ۲۶ اسباق کا مجموعہ



تالیف : گروہ تحقیق ستاد احیاء ایام امامت وولایت، ستاد غدیریہ

ترجمہ : شعور ولایت فاؤنڈیشن ۔ لکھنؤ

بسم الله الرحمن الرحيم

انوارِ غدیر

غدیری ایام کی مناسبتوں پر مشتمل جوانوں کے لئے ۲۶/اسباق کا مجموعہ

ترجمہ

شعورِ ولایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ

اسم کتاب	:	**انوار غدیر**
		(غدیری ایام کی مناسبتوں پر مشتمل اسباق کا مجموعہ)
تالیف	:	گروہ تحقیق ستاد احیاء ایام امامت و ولایت، ستاد غدیریہ
ترجمہ و پیشکش	:	شعور ولایت فاؤنڈیشن لکھنؤ
طباعت	:	بار اول
تعداد اشاعت	:	پانچ سو (۵۰۰)
سال اشاعت	:	اپریل ۲۰۲۰ء مطابق شعبان ۱۴۴۱ھ
قیمت	:	نوے (۹۰) روپئے

ناشر

ولایت پبلی کیشنز، نئی دہلی

عرض ناشر

غدیر، اہتمام خاص خدا ورسول ہے، غدیر آیۂ بلّغ کا محل نزول ہے، غدیر اکلیل فرق زوج بتول ہے۔ غدیر شفائے رنجور وملول ہے۔ غدیر مرکز فروع واصول ہے۔

غدیر رسالت وولایت کا جوڑ ہے، غدیر نبوت وامامت کا کا موڑ ہے، غدیر طلسم سقیفہ کا توڑ ہے، غدیر منازل معرفت کا زینہ ہے، غدیر شرف سعادت کا خزینہ ہے، غدیر خاتم ولایت کا نگینہ ہے، غدیر حریم انسانیت کا قرینہ ہے، داماد رسولؐ کے مایہ شادمانی کو غدیر کہتے ہیں، اسلام وایمان کے باعث جاودانی کو غدیر کہتے ہیں، یوم تاج پوشی مولائے کل کو غدیر کہتے ہیں۔

ذکر غدیر راہوار عقل وفکر کو مہمیز کر دیتا ہے، ذکر غدیر بینائی قلب ونظر کو تیز کر دیتا ہے، ذکر غدیر آسمان ولایت کو سحر انگیز بنا دیتا ہے، ذکر غدیر فصل مودت کو عطر بیز کر دیتا ہے، ذکر غدیر گوشوارہ محبت کو دل آویز بنا دیتا ہے،۔

اسلامی تاریخ کے افتخار کو غدیر کہتے ہیں، دین مبین کے نصف النہار کو غدیر کہتے ہیں نبی مکرمؐ کے آخری حج کی یادگار کو غدیر کہتے ہیں۔

غدیر سلسلۂ ہدایت وولایت کا نقطہ عطف ہے اور اسلامی آثار والٰہی اقدار غدیر ہی کے شجر سایہ دار میں محفوظ رہ سکے ہیں۔ دینی سرمایہ اور مذہبی پایہ اسی غدیر کے دم سے قائم ہے۔ اس لئے غدیر کی معرفت ہر مسلمان کا عینی فریضہ ہے۔ دشمنان ولایت جناب امیرؑ اور بدخواہان واقعۂ غدیر نے حتی الامکان اس پرشکوہ پر اور عظیم الشان اسلامی میراث میں تحریف یا دست برد کی سعیٔ لاحاصل کی ہے لیکن خدائے غدیر کی نگرانی اور موالیان غدیر کی پاسبانی نے نہ صرف ان کی دست درازی وبد نیتی کو پھلنے پھولنے نہیں دیا بلکہ ان کی آرزوئے شوم پر پانی پھیر دیا۔

پیش نظر ''انوار غدیر'' شعور ولایت فاؤنڈیشن، لکھنؤ کی طرف سے تہیہ وترجمہ شدہ کتاب ہے جو غدیری پیغام کی نشر واشاعت میں نہایت اہمیت وافادیت کی حامل ہے۔

ولایت پبلی کیشنز اس وقیع کتاب کو مراحل طباعت طے کرنے کے بعد موالیان جناب امیرؑ وحامیان واقعۂ غدیر کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی قلیل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

ولایت پبلی کیشنز، نئی دہلی

فہرست مطالب

اپنی بات

''غدیر'' دین اسلام کی آبرو ہے، یہ خداوند عالم کے پسندیدہ اور محبوب دین کا سرمایۂ نازش ہے،اسی سے اسلام و مسلمان کی قدریں باقی ہیں۔آج اسلام کے دامن میں جو کچھ ہے سب غدیر کا صدقہ ہے، مسلمانوں کے تمام فرقوں کے پاس جتنی اسلامی صداقتیں بچی ہیں سب غدیر کی خیرات ہیں اور ہر کلمہ گو،غدیر کی بھیک لے کر مسلمان ہوا ہے۔

اس لئے غدیر کی معرفت جہاں ہر واقعی مسلمان کی پہچان ہے وہیں عہد حاضر کی شدید ضرورت بھی ہے،اس لئے کہ اسلام دشمن طاقتوں نے واقعۂ غدیر کے وقوع سے لے کر آج تک جس انداز میں دست درازی کی ہے اور جس طریقے سے اس خالص اسلامی واقعہ میں تحریف کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی حیرت ناک ہے۔

ابتداء ہی سے تحریف و دست درازی کا کھیل اس لئے کھیلا گیا کیونکہ حقیقی اور واقعی داستان کی تشہیر سے اسلام کی کچھ نام نہاد مقدس ہستیاں متاثر ہو رہی تھیں، اس طرح انہوں نے اپنے زعم ناقص میں بعض لوگوں کی خود ساختہ آبرو کی حفاظت تو کر لی لیکن اس سے اسلام کو کتنا نقصان ہوا اسے فراموشی گھاٹ لگا دیا، خداوند عالم اور اس کے پاک و پاکیزہ رسول کتنے ناراض ہوئے اس کی فکر نہیں کی، بس اپنا الّو سیدھا کرنے میں لگے رہے۔

لیکن اسے کیا کیجئے کہ خداوند عالم نے ہمیشہ سے غدیری اقدار کی حفاظت کا سامان فراہم کیا ہے تا کہ حقیقی غدیر ہر عہد میں لوگوں تک پہونچتا رہے۔قابل غور بات یہ ہے کہ خداوند عالم نے ۱۸/ذی

الحجہ سے پہلے اور بعد میں بہت سی غدیر کی مناسبتیں رکھ دی ہیں جن سے واقعۂ غدیراورولایت امیر المومنینؑ کی تفہیم وشناخت بہت آسان ہوجاتی ہے، یہ مناسبتیں دراصل ان لوگوں پر خدائی طمانچہ ہے جوغدیری اقدار کومٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

زیرنظر کتاب ''انوارغدیر'' میں غدیری ایام کی مناسبتوں کی بڑے اچھے انداز میں وضاحت کی گئی ہے تا کہ ہماری جوان نسل ان مناسبتوں سے آشنا ہوکر غدیر وولایت سے زیادہ سے قریب ہوسکے۔

ہم خداوندعالم کی بارگاہ میں شکرادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں غدیر وولایت پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔اس مقام پر ہم ان تمام احباب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کتاب کے ترجمہ میں میرا ساتھ دیا جن میں مولانا سید غافر حسن رضوی ،مولانا محمد رضا معروفی ، مولانا سید وقار احمد کاظمی ،مولانا حسن اصغر شبیب گھوسوی سرفہرست ہیں جنھوں نے اپنی درسی مصروفیتوں کے باوجود اس کتاب کے بعض اسباق کا ترجمہ کیا، خداان سب کوجزائے خیردے۔

آخر میں خدا سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان ناچیز کاوش کواپنی بارگاہ میں قبول کرے اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق دے۔

خداہی سب سے بڑا کارساز ہےاوراسی سے ساری امیدیں وابستہ ہیں۔

والسلام

سید شاہد جمال رضوی گوپال پوری

مدیر شعورولایت فاؤنڈیشن (علمی مرکز قم المقدسہ ایران)

پہلا سبق

غدیری ایام کے احیاء کی ضرورت

خداوند عالم نے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہبری کے لئے کائنات کی تمام چیزوں اور حقائق سے استفادہ کیا ہے تا کہ لوگ منزل کمال تک پہونچ سکیں ۔ان حقائق و معارف میں بندوں کی ہدایت کا اہم ترین رکن ''عقائد'' ہیں اور تمام عقائد کی روح و جان امامت ہے۔ گزشتہ کچھ صدیوں سے اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں نے موضوع امامت کی وسعت و ہمہ گیری اور اس کی نشر واشاعت کے سلسلے میں قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں، عبقات الانوار، الغدیر، شبہای پیشاور اور المراجعات جیسی کتابیں شیعی مسلک و تفکر کی تبلیغ و اشاعت کے لئے قید تحریر میں لائی گئیں نیز شیعی معارف کی نشر واشاعت کے لئے اہل بیتؑ کی شہادت کے ایام سے بھی بے حد استفادہ کیا گیا، نمونے کے طور پر ایام محرم و صفر، ایام فاطمیہ اور ایام صادقیہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

لیکن اس کے باوجود شیعی معارف کی تبلیغ کے لئے اہل بیتؑ کی ولادت اور شادمانی کے ایام سے استفادہ نہیں کیا جا رہا تھا جس کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی ، گر چہ عید شعبانیہ اور عشرۂ کرامت نامی ایام سے قدرے استفادہ کیا جاتا تھا لیکن ایک بات کو پیش نظر

نہیں رکھا گیا یا اس پر کم توجہ کی گئی کہ جس طرح عزاداری اور غم کے ایام سے شیعی معارف کی تبلیغ کے سلسلے میں استفادہ کیا جاتا ہے اس طرح خوشی کے ایام سے استفادہ نہیں کیا جاتا۔

اسی لئے اہل بیتؑ کے بعض چاہنے والوں نے حقائق و معارف اور اعتقادات کو بیان کرنے کی غرض سے ایام مسرت کی ثقافت کی بنیاد رکھی اور مسرت آمیز مناسبتوں کا تجزیہ و تحلیل کرنے کے بعد غدیری ایام کو آمادہ کیا۔ اس تجزیہ و تحلیل کے نتیجہ سے یہ بات سامنے آئی کہ خداوند عالم نے تکوینی طور پر غدیری ایام کو اہم ترین آیات کی شان نزول اور مسلمانوں کے اعتقادی روایات کے صدور سے مملو اور بھرپور قرار دیا ہے، خداوند عالم نے غدیر کے دن اور اس سے قبل و بعد کے ایام میں شیعی حقانیت کے لئے ایسے اہم ترین مباحث سے بھرپور مناسبتیں قرار دی ہیں کہ غدیری ایام میں مناسبت سازی کی قطعی ضرورت نہیں ۔ ان شاء اللہ بعض لوگوں کی کوششوں سے مستقبل قریب میں یہ ایام، حوزۂ علمیہ اور تعلیمی و ثقافتی مراکز میں تبلیغی ایام کے طور پر رائج ہوں گے اور امر تبلیغ کے ذمہ دار افراد ان ایام کے احیاء کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے۔

غدیر سے پہلے کے ایام میں جو مناسبتیں پائی جاتی ہیں ان میں سرفہرست یہ ہیں: حدیث سد الابواب، حدیث ثقلین، نبوت کی امانتیں حضرت علیؑ کے سپرد کرنا، حضرت علیؑ کے لئے لقب امیر المومنین کا نزول، حضرت زہراء کو فدک ہبہ کرنا، صاحب زیارت جامعہ و زیارت غدیریہ امام ہادی علیہ السلام کی ولادت ، غدیر سے پہلے پوری آیۂ تبلیغ کا نزول ..وغیرہ۔ خود غدیر کے دن رسول خداؐ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں امامت و ولایت سے متعلق معارف بیان کئے ، حدیث منزلت کے سلسلے میں تاکید فرمائی اور اہل بیت علیہم السلام خاص طور سے امام زمانہ (عج) کا تعارف پیش کیا۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ ۲۵ر سال بعد اسی

دن خلیفہ سوم کو موت آئی اور امیر المومنینؑ کی ظاہری خلافت بھی آپ کے انتصابی خلافت سے ہماہنگ ہوگئی۔

انہیں ایام میں واقعۂ عذاب پیش آیا اور آیۂ کریمہ ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾ نازل ہوئی۔

شیعوں کی حقانیت پر دلالت کرنے والی بہت سی آیتیں جیسے آیۂ ولایت، آیۂ تطہیر، آیۂ محبت، حدیث کساء اور سورۂ ہل اتی بھی انہیں ایام میں نازل ہوئیں اور قرآن باطن حضرت امام کاظم علیہ السلام کی ولادت باسعادت بھی انہیں ایام میں واقع ہوئی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایام، انتہائی عظیم، گرانقدر اور شیعہ اثنا عشری کے معارف و حقائق کے بیان کے لئے بہت اہم ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ ان ایام میں امامت و ولایت کی تبلیغ کا خصوصی حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ آیۂ تبلیغ ﴿یاایھا الرسول﴾ (۱) انہیں ایام میں نازل ہوئی ہے اور خداوند عالم نے رسول خداؐ کو واضح حکم دیا ہے کہ وہ اس امر کی تبلیغ کریں، آنحضرتؐ نے بھی اپنی ذمہ داری کو عملی جامہ پہناتے ہوئے خطبۂ غدیر میں تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس امر کی تبلیغ کریں: **فلیبلغ الحاضر الغائب و الوالد الولد الی یوم القیامة** ''یہاں موجود لوگ، ان لوگوں تک (پیغام غدیر کو) پہونچا دیں جو موجود نہیں ہیں اور قیامت تک باپ اپنے فرزندوں تک منتقل کرتے رہیں''۔ (۲)

امید ہے کہ آپ حضرات کی کوششوں سے یہ سنت حسنہ زیادہ سے زیادہ عام ہوگی اور

۱۔ مائدہ/۶۷

۲۔ احتجاج طبرسی ج۲ ص۶۲، خطبہ غدیر

ہم سب اس حدیث شریف کے مصداق قرار پائیں گے: **من سن سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها** ''جوبھی ایک سنت حسنہ کی بنیاد رکھے گا تو قیامت تک اس سنت کی بنیاد رکھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو اجر وثواب دیا جائے گا''۔(۱)

خلاصہ

ضروری ہے کہ ان ایام میں بھی ایام عزاداری کی طرح معرفت افروزی کے لئے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے ،غدیر اور اس سے قبل و بعد کی مناسبتیں اس کام کے لئے بہترین زمینہ فراہم کرتی ہیں، خدا اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم غدیر کے مبلغ بنیں۔

سوالات

۱۔ایام مسرت کے درمیان روز غدیر تبلیغ کے لئے بہترین موقع کیوں ہے؟
۲۔آپ کے خیال میں اہل بیتؑ نے غدیر کو''عید اکبر'' کیوں کہا؟
۳۔غدیر سے پہلے کی مناسبتیں بیان کیجئے۔
۴۔غدیر کے بعد کی مناسبتیں بیان کیجئے۔

۱۔فروع کافی ج۵ص۹

دوسرا سبق

حدیث سدالابواب

رسول خداؐ نے فرمایا:

انّ اللّٰہَ تَعالیٰ اَمَرَھُم بِسَدِّ الاَبوَابِ و استثنا منھم رسولہ و انتم نفس رسول اللہ۔(۱)

ایک اہم ترین فضیلت جو شیعہ و سنی دونوں طریق سے بطور قطعی اور متواتر نقل ہوئی ہے وہ ''واقعۂ سدّ الابواب'' ہے، علامہ مجلسیؒ نے ۹؍ذی الحجہ کو اس واقعہ کے رونما ہونے کی نشاندہی کی ہے۔

رسول خداؐ کے زمانے میں جب مسجد تعمیر کی گئی تو بعض اصحاب اور بنی ہاشم نے اپنے گھر کو اس طرح سے بنایا کہ اس کا ایک دروازہ مسجد کی طرف کھلے تا کہ وہ جلدی سے مسجد میں پہونچ جائیں، کبھی کبھی وہ طہارت کے بغیر بھی مسجد میں داخل ہو جاتے تھے، تبھی ایک دن رسول خداؐ نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھول رکھے ہیں وہ انہیں بند کر دیں سوائے میرے اور علی کے گھر کے دروازے، جنہیں اس بات

۱۔ بحار الانوار ج ۳۹ ص ۲۳

کی اجازت ہے کہ وہ اپنے دروازے کھلا رکھیں۔ یہ حکم سن کر رسولؐ کے چچا عباس اور بعض دوسرے افراد رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہؐ! آپ نے علیؑ کو اس حکم میں داخل کیوں نہیں کیا اور ہمیں کیوں کیا؟ رسول نے فرمایا: میں نے یہ کام خدا کے حکم سے انجام دیا ہے، لہٰذا تم بھی حکم خدا کے آگے سر تسلیم خم رکھو، یہ جبرئیل ہیں جنہوں نے خدا کی طرف سے مجھے حکم دیا ہے کہ میں علی کا دروازہ کھلا رکھنے اور تمہیں بند کرنے کا حکم دوں۔

اس واقعہ کو مناقب ابن مغازلی اور دوسری کتابوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے، علامہ ابن شہرآشوب نے اس حدیث کو تقریباً ۳۰؍اصحاب سے نقل کیا ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ بعض اصحاب نے یہ درخواست کی کہ کم از کم ہمارے گھروں کی کھڑکیاں مسجد کی طرف کھلی رکھی جائیں، رسولؐ نے اس بات کی بھی اجازت نہیں دی۔

شیعی عقائد کی حقانیت کے اثبات کے لئے حدیث سدالابواب سے استدلال

۱۔ جس طرح آیۂ مباہلہ میں حضرت علیؑ کو نفس رسول کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے اس واقعہ میں بھی خداوند عالم نے رسول خداؐ اور حضرت علیؑ میں کوئی فرق نہیں رکھا ہے (اور حضرت علیؑ کو نفس رسول کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے)۔

۲۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: **لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد الا انا و علی و فاطمة و والحسن و الحسین علیهم السلام** (۱) ''کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس مسجد میں مجنب ہو سوائے میرے، علی، فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام کے، پس یہ

۱۔ من لایحضرہ الفقیہ ج۳ ص ۵۵۷

ہر حالت میں پاک و پاکیزہ ہیں‘‘۔

۳۔رسول خداؐ نے حدیث سدّ الابواب کے بعد مزید فرمایا: یہ واقعہ موسیٰ و ہارون کے واقعہ کے مانند ہے، جس طرح جناب موسیٰ ایک مسجد کی تعمیر پر مامور تھے، جس میں مجنب رات بسر نہیں کر سکتے تھے سوائے ہارون اور ان کی ذریت کے ؛لہذا جناب ہارون جن خصوصیات کے حامل تھے حضرت علیؑ بھی ان خصوصیات کے حامل ہیں‘‘۔

۴۔علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں: ’’اس واقعہ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ وفات رسولؐ کے بعد حضرت علیؑ ہی خلافت کے حقدار ہیں، اس لئے کہ حضرت حمزہ، سید الشہداء جیسی عظیم فضیلت کے باوجود اس امتیاز و خصوصیت سے محروم رہے۔

۵۔خداوند عالم نے واضح طور پر اس بات کی نشاندہی فرمائی ہے کہ اہل بیتؑ کا کسی دوسرے سے مقایسہ و موازنہ نہیں کیا جا سکتا، ’’**لا یقاس بنا احد**‘‘۔

۶۔نافع کا بیان ہے کہ ابن عمر سے لوگوں نے سوال کیا کہ رسول کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے کہا: وہی جس کے لئے ہر وہ چیز حلال ہے جو پیغمبر اسلام کے لئے حلال ہے اور اس کے لئے ہر وہ چیز حرام ہے جو رسول کے لئے حرام ہے۔ نافع نے پوچھا: وہ کون ہے؟ ابن عمر نے کہا: وہ علی بن ابی طالب ہیں جن کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا: **لک فی المسجد ما لی و علیک ما علی انت وارثی و وصیی** ’’اے علی! اس مسجد میں جو چیز میرے لئے حلال ہے وہ تمہارے لئے بھی حلال ہے اور اس مسجد میں جو احترام میرا ہے وہی تمہارا بھی ہے، تم میرے وارث اور وصی ہو‘‘۔(۱)

۱۔کشف الغمہ ج۱ص۳۳۳

۷۔امیر المومنینؑ نے واقعۂ شوریٰ میں بھی اپنی اس فضیلت سے احتجاج و استدلال فرمایا ہے۔

خلاصہ

پیغمبر اکرمؐ نے خدا کے حکم سے اپنے اور علیؑ کے دروازے کے علاوہ مسجد کی طرف کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کروا دیا۔ یہ فضیلت ، رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کے درمیان شباہت کی بہترین دلیل ہے نیز یہ حدیث تمام صحابہ پر حضرت کی افضلیت اور آپ کی طہارت وعصمت کو ثابت کر رہی ہے، جیسے آیۂ مباہلہ جس میں حضرت علیؑ کو نفس رسول کہا گیا ہے۔

سوالات

۱۔سدّ الابواب کے حکم کے بعد ابن عباس نے رسولؐ سے کیا کہا اور آنحضرت نے کیا جواب دیا؟
۲۔اس حدیث شریف سے امیر المومنین کی حقانیت کے اثبات کے لئے چار دلائل پیش کیجئے۔
۳۔ابن عمر، حضرت علیؑ کو تمام صحابہ سے برتر و بہتر کیوں سمجھتے تھے؟
۴۔اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

تیسرا سبق

عیدالاضحیٰ

۱۰/ذی الحجہ کو عیدالاضحیٰ ہے جو اسلام کی چار اہم ترین عیدوں ''غدیر، فطر جمعہ اور قربان'' میں سے ایک ہے، اس دن کو عید کا دن قرار دینے اور اسے اہمیت دینے کے متعدد اسباب بیان کئے گئے ہیں؛ جن میں سے بعض کی جانب اختصار کے ساتھ اشارہ کیا جارہا ہے:

ولادت امیرالمومنینؑ کا ولیمہ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''....حضرت ابوطالب علیہ السلام نے اپنے عزیز فرزند حضرت علیؑ کی ولادت کے بعد ایک عظیم ولیمہ کا اہتمام فرمایا جس میں ۳۰۰/اونٹ اور ۱۰۰۰/گائے اور گوسفند کو ذبح کیا۔ جناب ابوطالب نے علیہ السلام اس ولیمہ کا اہتمام کرنے کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو بھی میرے فرزند کے کھانے سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ خانۂ خدا کا سات مرتبہ طواف کرے، پھر میرے فرزند کے پاس آ کر سلام کرے کیونکہ خدا نے اسے شرافت عطا فرمائی ہے۔ جناب ابوطالبؑ کے اسی عظیم عمل کی وجہ سے یوم نحر کے بعد ''عیدالاضحیٰ'' کو

اہمیت دی جانے لگی''۔(۱)

لقاء کے لئے حضرت آدمؑ کی آمادگی

جبرئیل امین نے خدا کی طرف سے حضرت آدم کو حکم دیا کہ اعمال حج کے بعد اپنے سر کے بال کو تراشیں (۲) اور پنجتن پاک علیہم السلام کے انوار کو دریافت کرنے اور ان سے ملاقات کے لئے آمادہ ہوجائیں۔(۳)

حضرت ابراہیمؑ کی عظیم قربانی

حضرت ابراہیمؑ نے ارادہ فرمایا کہ خداوند عالم کے حکم کے مطابق اپنے فرزند اسماعیل کو قربان کریں لیکن خدا نے انہیں معاف کردیا۔ اس صورتحال سے جناب ابراہیمؑ بہت غمزدہ ہوئے اور عرض کی: خدایا! میں اپنے فرزند کی قربانی میں بہائے گئے آنسوؤں اور غم و اندوہ کے ذریعہ تیرا تقرب حاصل کروں لیکن میں اس سے محروم رہا۔ خداوند عالم نے جبرئیل کو بھیجا تاکہ وہ خاتم الانبیاء کے فرزند حضرت امام حسینؑ کے مصائب وآلام کو جناب ابراہیمؑ سے بیان کریں۔ جبرئیل نے مصائب کربلا بیان کئے اور جناب ابراہیمؑ نے بہت زیادہ گریہ کیا۔ خدا نے فرمایا: اے ابراہیم! حسینؑ پر تمہاری یہ اشک فشانی اور یہ غم و اندوہ

۱۔امالی شیخ طوسی ص ۷۰۹؛ چونکہ زمانۂ جاہلیت میں حج کے ایام کو جابجا کر دیا جاتا تھا جس کی جانب خداوند عالم نے بھی قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے: ﴿انما النسیء زیادة فی الکفر﴾۔(توبہ/۳۷) اس لئے اس بات کا احتمال ہے کہ امیر المومنین کی ولادت کے وقت حج کے ایام رجب کے مہینہ میں منتقل ہوگئے ہوں۔

۲۔تفسیر قمی ج۱ص ۴۵

۳۔اصول کافی ج۴ص ۵۴۹

تمہارے فرزند اسماعیل کے ذبح کی جگہ پر ہیں اور تم عظیم کمالات کے حامل ہو گئے، یہی ذبح عظیم کا مفہوم ہے۔(۱)

جناب موسیٰ پر نور الٰہی کی جلوہ گری

جب جناب موسیٰ نے کوہ طور پر چالیس رات دن تک مناجات کیا تو خداوند عالم نے عید الاضحیٰ کے دن ان پر اپنے نور کی تجلی کی اور انہیں توریت کی تختیاں عنایت کیں۔(۲)

حدیث ثقلین کا صدور

عید الاضحیٰ کے دن منیٰ کی مسجد خیف اور واقعۂ حجۃ الوداع میں رسول خداؐ نے حدیث ثقلین ارشاد فرمائی۔

واقعات عید الاضحیٰ اور چند نکات

۱۔امیر المومنین کی ولادت کے وقت ہی سے لوگ یہ سمجھ گئے تھے کہ جناب ابوطالبؑ کی نظر میں حضرت علیؑ کی بہت زیادہ اہمیت وعظمت ہے۔

۲۔مکہ کے رہنے والے خانۂ کعبہ کے طواف کے بعد امیر المومنین سے ملاقات کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۳۔زمان ومکان کی اہمیت اہل بیتؑ سے رابطہ کی وجہ ہے جس طرح یوم النحر کو امیر المومنین کی ولادت کی وجہ سے اہمیت حاصل ہوئی۔

۱۔الخصال ج۱ص۵۸

۲۔تفسیر صافی ج۳ص۳۱۷

۴۔ امام حسینؑ پر عید کے دن بھی گریہ و زاری کیا جا سکتا ہے جس طرح جبرئیل امین نے اس دن ابراہیم سے کربلا کے مصائب و آلام بیان کیے تو انہوں نے گریہ کیا۔

۵۔ حدیث ثقلین جسے آنحضرت نے عید قربان کے علاوہ متعدد موقعوں پر ارشاد فرمائی ہے، سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ بعنوان مفسر و مترجم، ہمیشہ قرآن کے ہمراہ رہے ہیں۔

سوالات

۱۔ ولایت امیر المومنینؑ کے ولیمہ سے بہرہ مند ہونے کے لئے جناب ابوطالبؑ نے کیا شرط رکھی تھی؟

۲۔ حضرت اسماعیل کی قربانی کا بدل کیا قرار پایا؟

۳۔ جن مقامات پر آنحضرت نے حدیث ثقلین ارشاد فرمائی ان میں سے ایک کا نام بتائیں؟

۴۔ حضرت موسیٰ کو تختیاں اور نور خدا کی تجلی کس دن نصیب ہوئی؟

چوتھا سبق

سورۂ برائت کی تبلیغ

فتح مکہ کے بعد ذی الحجہ کے مہینے میں سورۂ برائت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں مشرکین کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا کہ یا تو وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں یا پھر مکہ سے باہر نکل جائیں۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اس توحیدی اور تطہیر مکہ کے پیغام کی تبلیغ کون کرے؟

بعض لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ ان آیات کی تبلیغ کے لئے ابوبکر کو جانا چاہئے اس لئے کہ جنگوں کے دوران کوئی بھی مشرک ان کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوا ہے اور مشرکین مکہ کے دل میں ان کے متعلق کوئی کینہ و دشمنی نہیں ہے۔ رسول خداؐ نے ابوبکر کو بلایا اور سورۂ برائت کی ابتدائی آیات کو دے کر فرمایا کہ ان آیات کو حج کے مراسم میں شرکت کرنے والے افراد کے درمیان قرائت کریں۔ ابھی تھوڑی دیر نہیں ہوئی تھی کہ جبرئیل امین آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

یا محمد !انہ لا یودی عنک الا انت او رجل منک ''اے محمدؐ! یہ کام آپ خود انجام دیں یا اس شخص کے حوالے کریں جو آپ سے (آپ جیسا) ہے، کسی اور

کے ذریعہ سے یہ کام قابل قبول نہیں‘‘۔

اس حکم کے آتے ہی رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو سورۂ برائت کی تبلیغ کے لئے مکہ کی جانب روانہ کیا اور ابوبکر کو اس کام سے معزول کر دیا۔ ابوبکر نے کہا: کیا میرے متعلق کوئی حکم نازل ہوا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آیات برائت میرے حوالے کریں اس لئے کہ اس کی تبلیغ آپ کا کام نہیں ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے وہ آیتیں لیں اور مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ مراسم حج کے دوران آپ انتہائی شجاعت وصلابت کے ساتھ مشرکین مکہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور متعدد مرتبہ کئی روز تک ان آیات کی قرائت کرتے رہے۔(۱) یہ واقعہ ۱۰/ذی الحجہ ۹ ھ کو رونما ہوا۔ ایک روایت کے مطابق امیر المومنین نے ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کو بھی مشرکین کے درمیان آیات برائت کی تبلیغ فرمائی تھی۔

تبلیغ آیات برائت کی کہانی؛ امیر المومنینؑ کی زبانی

حضرت علیؑ نے آیات برائت کی تبلیغ کا واقعہ اس طرح نقل فرمایا ہے: جب میں مشرکین کے درمیان آیات برائت کی تبلیغ کے لئے مکہ میں داخل ہوا تو اس وقت حالت یہ تھی کہ مکہ کا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور میرے جسم کے ہر ٹکڑے کو پہاڑ پر رکھے چاہے اس راہ اس کی جان، مال اور اس کا خاندان ہی کیوں نہ نیست و نابود ہو جائے۔ جب میں نے ان آیات کی تبلیغ کی تو سب نے دھمکی بھرا جواب دیا اور مرد و

۱۔ خصال، شیخ صدوق ج۲ص ۳۶۹

عورت سب نے مجھ سے کینہ و دشمنی کا اظہار کیا لیکن میں نے ثبات قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سب کا دوٹوک جواب دیا...۔(۱)

امیرالمومنینؑ کی حقانیت کے سلسلے میں تبلیغ آیات برائت سے استدلال اور نکات

۱۔ابوبکر کا اعزام کرنا پھر انہیں معزول کر دینا، ایک عظیم مقصد کے تحت تھا، وہ یہ کہ ان کے اندر مسلمانوں کی رہبری کی صلاحیت نہیں ہے۔

۲۔امیرالمومنین کا اعزام خداوند عالم کے حکم سے تھا تاکہ آئندہ اسلامی معاشرے کی امامت کے لئے زمینہ سازی ہو سکے۔

۳۔اس واقعہ میں رسول خداؐ اور امیرالمومنین کو ایک حقیقت کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے؛''انه لا یؤدی عنک لا انت او رجل منک ''۔اور یہی آیۂ مبارکہ﴿انفسنا و انفسکم ﴾کی واقعی تفسیر ہے۔

۴۔حضرت ہارون علیہ السلام کی ایک منزلت ، رسالت میں ان کی شراکت ہے ﴿و اشرکه فی امری ﴾اور سورۂ برائت کی تبلیغ بھی ایک طرح سے رسالت میں شراکت ہے؛''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ''۔

۵۔جس کے اندر رسالت کے بعض امور کی تبلیغ کی صلاحیت نہیں ہے وہ بطریق اولیٰ رسول خداؐ کا جانشین و خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

۶۔کفار و منافقین کے مرکز میں سورۂ برائت کی تبلیغ کے دوران امیرالمومنین کی شجاعت و جوانمردی سے تمام انبیائے الٰہی پر آپ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۱۔خصال شیخ صدوق ج۲ص۱۲۸

۷۔مشرکین سے متعلق آیات برائت کی تبلیغ اسی کو کرنا چاہئے جوخود بھی ہر طرح کے شرک سے مبرہ ومحفوظ ہواور جو شخص ہر طرح کے شرک سے محفوظ ہواور جس کے اندر آیات برائت کی صلاحیت ہو وہی معصوم ہوتا ہے۔

سوالات

۱۔سورۂ برائت کی تبلیغ سے ابوبکر کو معزول کرنے کی وجہ کیا تھی؟

۲۔امیر المومنینؑ نے کن حالات میں سورۂ برائت کی تبلیغ فرمائی؟

۳۔آیات برائت کی تبلیغ کے واقعہ اور آیۂ مباہلہ کے درمیان کیا رابطہ پایا جاتا ہے؟

۴۔امیر المومنینؑ شریک کار رسالت کیوں تھے؟

۵۔سبق کے مطالب کے پیش نظر بتایئے کہ تمام انبیاء پر امیر المومنین کی افضلیت کی دلیل کیا ہے؟

پانچواں سبق

حدیث ثقلین

حدیث ثقلین، ائمہ اطہارؑ کی عصمت، افضلیت اوران کے قرآن کے ہم پلہ ہونے پر بہترین دلیل ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے متعدد مقامات پر کئی طریقہ سے اس حدیث کوارشاد فرمایااورآنحضرتؐ کے بہت سے اصحاب نے اسے نقل بھی کیا ہے، یہ حدیث اہل تشیع اور اہل تسنن کے درمیان متفق علیہ شمار ہوتی ہے۔

جن مقامات پرآنحضرتؐ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی ان میں سے ایک مقام ''مسجد خیف'' بھی ہے، آپؐ نے ۱۲رذی الحجہ کوخطبہ دیا جس میں اس حدیث کی جانب متوجہ کیا، امام باقر علیہ السلام ارشادفرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے یہ حدیث میدان منیٰ میں بھی ارشاد فرمائی جواس انداز سے تھی:

یا ایھاالناس! انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابداً، کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (فلا تقدموھما فتھلکوا) ''اے لوگو! میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں اگرتم ان سے وابستہ رہوگےتو کبھی گمراہ نہ ہوگے، ایک کتاب

خدا اور دوسرے میری عترت اہل بیتؑ، یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کریں (ان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا کہ ہلاک ہو جاؤ گے)۔(۱)

شیعی عقائد کی حقانیت کے اثبات کے لئے حدیث ثقلین سے استدلال

۱۔ جس طرح قرآن کی پیروی واجب ہے اسی طرح اہل بیت اطہارؑ سے تمسک کرنا اوران کی پیروی کرنا واجب ہے۔

۲۔ ''حسبنا کتاب اللہ'' کا شعار، ارشاد رسول اور حکم خدا کا مخالف ہے، اس طرح کے جملے گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ اہل بیتؑ کے بغیر قرآن ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم....

۳۔ رسول اسلامؐ کے دہن مبارک سے ''ثقلین'' کا صدور اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیت علیہم السلام عظیم المرتبت ہستیاں ہیں۔

۴۔ اہل بیتؑ سے جدائی گمراہی کا باعث ہے چاہے وہ جدائی ایک لمحہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ نیز ان سے تمسک اختیار کرنا ہدایت کا سبب ہے۔

۵۔ جب تک لوگوں کے درمیان قرآن کا وجود ہے تب تک ان کے درمیان امام معصوم کا وجود بھی ہے کیونکہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ لہٰذا حدیث ثقلین ہر زمانہ میں امام زمانہؑ کے وجود پر بہترین دلیل ہے۔

۶۔ جس طرح قرآن کریم ہر عیب و نقص سے منزہ ہے اور اس کی پیروی لازم ہے اسی

۱۔ بصائر الدرجات ج۱ص۴۱۳

طرح اہل بیت اطہارؑ بھی ہر برائی سے پاک ہیں اوران کی پیروی واجب ہے۔

۷۔ جس طرح جعلی احادیث کوقرآن کے ذریعہ پرکھا جاتا ہے اسی طرح منافق اصحاب کو پہچاننے کا معیار اہل بیتؑ کی ذوات مقدسہ ہیں۔

۸۔ حدیث ثقلین، دوسرے لوگوں کی بہ نسبت اہل بیتؑ کی افضلیت اور دوسری کتابوں کی بہ نسبت قرآن کی افضلیت کوثابت کرتی ہے۔

۹۔جس طرح قرآن سے آگے نہیں نکلنا چاہئے اوراپنی رائے کوقرآن میں داخل نہیں کرنا چاہئے اسی طرح اہل بیتؑ سے بھی آگے نہیں بڑھنا چاہئے کیونکہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے:فلا تقدموهما فتهلكوا ''ان دونوں سے آگے نہ بڑھنا ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔(۱)

۱۰۔قرآن کریم ،حق و باطل میں جدائی ڈالنے والا ہے،اسی طرح اہل بیتؑ بھی مومن وکافر کی شناخت کا معیاراورحق و باطل میں جدائی ڈالنے والے ہیں۔

۱۱۔پیغمبر اکرمؐ نے بغیر کسی قیدوشرط کے اہل بیتؑ کی پیروی کا حکم دیا ہے جو اہل بیتؑ کی عصمت کا منھ بولتا شاہکار ہے کیونکہ کسی گنہگار کی پیروی حکم خدا کے خلاف ہے اور پیغمبر اکرمؐ خداوند عالم کے حکم کی کبھی مخالفت نہیں کریں گے۔

۱۲۔جس طرح قرآن کی برابری نہیں کی جاسکتی اسی طرح اہل بیت کی بھی برابری نہیں کی جاسکتی۔

۱۳۔اگرتمام جن وانس جمع ہوجائیں تب بھی قرآن کا مثل نہیں لاسکتے ،بالکل ایسے ہی اگروہ اہل بیتؑ کی مثال تلاش کرنا چاہیں توان کی تمام کوششیں ناکام ہوں گی۔

....

۱۔اثبات الہدیٰ: ج۲،ص۳۲۰

۱۴۔ پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد امیر المومنین علیؑ کی خلافت کو (تین خلفاء کے) بعد میں قرار دینا اور ان کو قرآن سے جدا کرنا، قرآن کریم کی مخالفت ہے۔

۱۵۔ جس طرح قرآن کریم ظاہر و باطن کا حامل ہے اسی طرح اہل بیتؑ بھی ظاہر و باطن کے حامل ہیں، اگر ان کو ظاہری خلافت سے محروم کر دیا گیا تب بھی ان کی باطنی خلافت قائم و دائم رہے گی۔

خلاصہ

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی حیات طیبہ میں مختلف مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد قرآن و اہل بیتؑ سے متمسک رہنا۔ آپؐ نے ان دونوں سے جدائی کو گمراہی کے مترادف قرار دیا ہے جس سے اہل بیتؑ کی افضیلت آشکار ہوتی ہے، آپؐ نے لوگوں کو ''**حسبنا کتاب الله**'' جیسے جملوں سے پرہیز کرنے کی تاکید کی ہے، اس حدیث (ثقلین) کے تواتر کے ذریعہ بہت آسانی سے مکتب اہل بیتؑ کی حقانیت ثابت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کی گمراہی آشکار ہو جاتی ہے۔

سوالات:

۱۔ حدیث ثقلین بیان کرتے ہوئے اس کا بہترین ترجمہ بیان کیجئے!۔

۲۔ حدیث ثقلین، مذہب تشیع کی حقانیت پر کیسے دلالت کرتی ہے؟ واضح کیجئے!۔

۳۔ حدیث ثقلین کے چار نکات بیان کیجئے!۔

۴۔ حدیث ثقلین، امام زمانہؑ کی امامت پر کیسے دلالت کرتی ہے؟۔

منابع تحقیق: بحار الانوار: ج۲، ص۱۴۸؛ آمالی صدوق: ص۵۰۰؛ الغدیر: ج۳، ص۱۸۰؛ مسند حنبل: ج۴، ص۷۱ ۳؛ المستدرک الاحکام: ج۳، ص۱۰۹؛ کنز العمال: ج۱، ص۱۸۶۔

چھٹا سبق

الٰہی امانتیں امیر المومنینؑ کے سپرد

”اِنَّ اللّٰـهَ تَعَالیٰ یَأمُرُکَ اَنْ تُعَلِّمَهُ مَا عَلَّمَکَ وَ تَسْتَحْفِظَهُ جَمِیْعَ مَا حَفَّظَکَ وَ اسْتَوْدِعَکَ فَاِنَّهُ الاَمِیْنُ الْمُؤتَمَنُ“۔(۱)

سنت الٰہی یہی ہے کہ جب ایک پیغمبرؐ پر داعی اجل کو لبیک کہنے کی وحی ہوتی ہے تو وہ اپنے وصی کا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو یہ بتاتا ہے کہ یہ میرے بعد حجت خدا اور میرا خلیفہ ہے، یہی بات اس شخص کی وصایت وخلافت پر واضح دلیل ہوتی ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر اکرمؐ نے حج کے امور انجام دینے کے بعد حکم خداوندی کے تحت گزشتہ پیغمبروں کی وراثت حضرت علیؑ کے سپرد کی۔ پھر یہ میراث حضرت علیؑ کے بعد امام حسنؑ اور ان کے بعد امام حسینؑ...اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ امام عصر(ع) تک منتقل ہوئی۔

گزشتہ پیغمبروں کی میراث مثلاً: حضرت یوسف کا پیرہن، حضرت موسیٰ کا عصا، حضرت سلیمان کی انگوٹھی، اسلحہ اور صندوق (بنی اسرائیل کا تابوت) اور سب سے اہم علم

۱۔ بحارالانوار: ج۲۸، ص۹۶

وحکمت الٰہی، اسم اعظم اور پیغمبروں کا علم جیسی تمام امانتیں بطور کامل امیر المومنینؑ کے سپرد کر دی گئیں۔

سلمان فارسیؓ کا بیان ہے: ایک روز مجھے مولا علیؑ مدینہ سے باہر لے گئے اور میرے کان میں ایسی بات کہی کہ جس میں گزشتہ اور آئندہ کے تمام علوم پنہاں تھے، میں یہ جملہ سن کر وجد میں آ گیا اور عرض کی: کچھ اور بیان کیجئے! تو آپؑ نے فرمایا: آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

یہ ایک نمونہ ہے کہ علوم الٰہی حضرت علیؑ کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔

ایک مثال یہ ہے کہ جناب یوسف کا جو پیرہن امام زمانہؑ کے پاس ہے اور آپؑ اسی پیرہن میں ظہور فرمائیں گے وہ جناب ابراہیمؑ کا وہی پیرہن ہے جس سے آتش نمرود گلزار بنی تھی اور جس بدن پر یہ پیرہن ہو وہی حجت خدا ہے۔

جناب موسیٰ کا عصا، ایسی لکڑی ہے جو ہمیشہ تر و تازہ رہتی ہے؛ حجت خدا کی طرف سے جو حکم صادر ہوتا ہے اس کو عملی جامہ پہناتی ہے، اگر اس سے گفتگو کرے تو جواب دیتی ہے؛ جب عصائے موسیٰ کو امام زمانہؑ زمین پر ماریں گے تو زمین آپ کے مقابل کو نگل لے گی۔

اسم اعظم کی تاثیر یہ ہے کہ چشم زدن میں ہزاروں میل کی دوری کے باوجود تخت بلقیس حاضر ہو جاتا ہے، یہ امانت بھی امام زمانہؑ کے پاس محفوظ ہے....

حدیث شریف سے حقانیت تشیع پر استدلال

۱۔ جس طرح ایک پیغمبر سے دوسرے پیغمبر کی طرف پیغمبری کا عہدہ منتقل ہوتا ہے مثلاً حضرت داؤد سے حضرت سلیمان کی طرف اور سلیمان سے عاصف برخیا کی طرف یا ابراہیم

سے اسحاق کی طرف اور اسحاق سے یعقوب کی طرف؛ یہ عہدے کا منتقل ہونا دلیل ہے کہ گزشتہ پیغمبر کا وارث وہی ہے جس کی طرف یہ عہدہ منتقل ہوا ہے اور وہی حجت خدا ہے۔ یہ بات بھی امیر المومنین علیؑ کی وصایت کو ثابت کر رہی ہے سوائے اس کے کہ آپؑ کو پیغمبر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پیغمبر اسلامؐ نے ببانگ دہل اعلان کر دیا تھا کہ ''**لانبی بعدی**'' میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

۲۔ پیغمبر کے وصی کا انتخاب خود پیغمبر کے دست قدرت میں نہیں ہوتا بلکہ یہ انتخاب خداوند عالم کے حکم سے وحی کے ذریعہ انجام پذیر ہوتا ہے۔

۳۔ علیؑ کا جوان ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپؑ وصی رسول نہیں بن سکتے کیونکہ داوٗد بھی جوان تھے، یہاں تک کہ حضرت یحییٰ بچے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر جناب عیسیٰ جو کہ نومولود تھے۔ لہٰذا جوانی کا بہانہ بنا کر علیؑ کو خلافت سے برطرف کرنا قطعی صحیح نہیں۔

۴۔ بزرگ اصحاب رسولؐ کی موجودگی میں امیر المومنین علیؑ کا اس عہدہ سے سرفراز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر خداوند عالم کی جانب سے محقق ہوا ہے کیونکہ رسولؐ کی گفتار پر وحی الٰہی کا پہرہ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ ''یہ تو کچھ کہتے ہی نہیں سوائے اس کے کہ جو وحی ہوتی ہے''۔(۱)

۵۔ حدیث ثقلین میں موجود ''**لن یفترقا**''(۲)؛ اس بات کی دلیل ہے کہ تمام الٰہی علوم اور حکمتیں امیر المومنینؑ کی جانب منتقل ہو چکی ہیں لہٰذا آپؑ قرآن ناطق ہیں۔

....

۱۔ سورۂ نجم/۳

۲۔ اصول کافی: ج۲، ص۴۱۵

۶۔پیغمبرا کرمؐ نے امام علیؑ کی شان میں فرمایا:''اذن واعیــــه ''(۱)؛یعنی فراموش نہ کرنے والے کان۔اس کا مطلب یہ ہے کہ علیؑ ایسے محافظ ہیں کہ کبھی بھی امانت الٰہی کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کریں گے،خداوندعالم نے اپنی کتاب کی حفاظت کے متعلق فرمایا: ﴿''نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُوۡنَ﴾ (۲)'' بے شک ہم نے ہی اس کونازل کیا ہےاور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''۔

۷۔پیغمبرا کرمؐ نے علیؑ کی شان میں فرمایا: "علی مع الحق و الحق مع علی یدور حیثما دار" علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے،حق بھی ادھر ہی گھومتا ہے جدھر علیؑ مڑتے ہیں؛یا فرمایا کہ انبیاء الٰہی کی میراث علیؑ کے پاس ہے؛ان جیسی احادیث سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ امیر المومنین کے تمام اعمال علم وحکمت الٰہی کے تحت انجام پاتے ہیں اوران میں کوئی کوتاہی نہیں پائی جاتی ،اوراصطلاح میں اسی امر کوعصمت سے تعبیر کیا جاتا ہےجیسا کہ قرآن کے لئے ارشادہوتا ہے: ﴿لَا یَاتِیۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَ مِنۡ خَلۡفِه﴾ ''قرآن کریم میں کسی بھی جانب سے باطل نفوذ نہیں کرسکتا''۔(۳)

۸۔ایک طرف سے تو قرآن کا یہ ارشاد: ﴿لَا یَمَسُّهُ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ﴾ اس کو صرف پاک افراد ہی مس کرسکتے ہیں(۴)؛اوردوسری جانب سے پیغمبرا کرمؐ کی یہ حدیث: ''تمام علوم ومعارف علیؑ کی جانب منتقل کردیئے گئے ہیں'' دلالت ہے کہ علیؑ پاک،مطہراور

۱۔سورۂ الحاقہ/۱۲

۲۔سورۂ حجر/۹

۳۔سورۂ فصلت/۴۲

۴۔سورۂ واقعہ/۷۹

معصوم ہیں۔

۹۔ مذکورہ حدیث میں علم وحکمت کے خزانے صرف علیؑ کی جانب منتقل کئے گئے ہیں، اسی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علیؑ واولادعلیؑ ہی معدن رسالت ہیں؛ ''**السلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ و معدن الرسالۃ**''۔ یا رسول خداؐ کی حدیث: **انا و علی من شجرۃ واحدۃ و سائر الناس من شجر شتّی** ''میں اور علی ایک درخت کی دو شاخیں ہیں اور باقی لوگ مختلف درختوں سے ہیں''۔(۱)؛ یا آیۂ مباہلہ جو علیؑ کو نفس رسولؐ کی حیثیت سے پہنچوا رہی ہے۔

۱۰۔ جو علیؑ کے عمل کی مخالفت کرے گویا اس نے عمل رسولؐ کی مخالفت کی ہے کیونکہ دونوں کی حکمت کا سرچشمہ ایک ہے، جب شوریٰ میں علیؑ سے شیخین کی سیرت پر عمل کرنے کو کہا تو آپؑ نے فرمایا: میں شیخین کی سیرت پر عمل نہیں کروں گا بلکہ رسولؐ کی سیرت اور اپنے طریقۂ کار پر عمل کروں گا؛ یہ اس بات کی دلیل ہے سیرت شیخین سیرت پیغمبر و علی کے مخالف ہے یعنی راہ خدا کے مخالف ہے۔

۱۱۔ امیرالمومنینؑ جنت ودوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں: **علی حبہ جنۃ قسیم النار و الجنۃ** ''علی کی محبت آتش دوزخ سے سپر ہے اور وہی جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں''۔(۲) قاسم اور ہر وہ شخص جو کسی کو تعلیم دے، وہ حق پدری رکھتا ہے اور چونکہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو تمام علوم کی تعلیم دی لہٰذا آپؐ ابوالقاسم کہلائے (امام جعفر صادقؑ کی حدیث سے ماخوذ)۔(۳)

۱۔ کشف الغمہ: ج۱،ص۵۲ ۲۔ اصول کافی: ج۴،ص۵۷

۳۔ عیون اخبار الرضا: ج۲،ص۸۵

خلاصہ

وصی پیغمبر کے حجت قرار پانے کی دلیل حکم خداوندی کے تحت پیغمبر کی جانب سے حکم وصایت کا صادر ہونا ہے اور پیغمبر اکرمؐ نے یہ امر امام علیؑ کے حق میں انجام دیا لہٰذا امام علیؑ بلافصل حجت خدا اور وصی رسول ہیں لہٰذا ان کی مخالفت پیغمبرؐ کی مخالفت کے مترادف ہے۔

سوالات

۱۔ میراث انبیاء کیا ہے؟ چار چیزوں کے نام بیان کیجئے!۔

۲۔ کیا انبیائے الٰہی، میراث نبوی کو لوگوں کے انتخاب کردہ شخص کے حوالے کر سکتے ہیں؟ کیوں؟

۳۔ پیغمبر اکرمؐ کو ابوالقاسم کا لقب کیوں ملا؟

۴۔ مذکورہ حدیث کے ذریعہ دو طریقہ سے حقانیت تشیع کو ثابت کیجئے!۔

مزید تحقیق کے منابع و مآخذ: بصائر الدرجات ص/۳۰۹؛ کمال الدین ص/۱۴۲؛ الغیبۃ شیخ طوسی ص/۲۶۶؛ بحار الانوار، علامہ مجلسی ج۲۶ ص۲۱۹

ساتواں سبق

لقب امیر المومنینؑ کا نزول

حقیقی مومن کی علامت یہ ہے کہ جو پیغمبرؐ پر نازل ہوا اس کا زبان سے اقرار کرے، دل سے ایمان رکھے اور اعضاء و جوارح کے ذریعہ اس کو عملی جامہ پہنائے، لہٰذا اگر صرف زبانی دعویٰ ہو اور دل سے اقرار نہ ہو تو وہ مسلمان تو ہوسکتا ہے، مومن نہیں ہوسکتا۔

۱۴؍ ذی الحجہ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں خداوند عالم نے مومنین کے لئے امیر اور رہبر کا انتخاب فرمایا، جبرئیل نازل ہوئے اور علیؑ کو اس انداز سے سلام کیا: **السلام علیک یا امیر المومنین** ”اے مومنوں کے امیر آپ پر میرا سلام ہو۔(۱)

حضرت علیؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کی: یا رسول اللہؐ! مجھے ایک آواز سنائی دے رہی ہے لیکن بولنے والا دکھائی نہیں دے رہا ہے!۔ پیغمبر اکرمؐ نے جواب میں فرمایا: یہ جبرئیل امین ہیں، یہ اس وعدہ کو نبھانے آئے ہیں جو مجھ سے خداوند عالم نے کیا تھا۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو، بعض نے تو وجد و سرور کے ساتھ سلام کیا اور بعض نے جبر و اکراہ کے ساتھ۔ (لیکن امیر المومنین سب

۱۔ مناقب آل ابیطالب: ج ۳، ص ۵۴

کی زبان پر آیا)۔

البتہ اس سے پہلے بھی علیؑ کو امیر المومنین کہا جانا (بالخصوص اہل بیتؑ کے درمیان) رائج تھا، کیونکہ حدیث کساء میں دیکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ زہراؑ نے امیر المومنین کہہ کر جواب سلام دیا اور آپ کا استقبال کیا لیکن یہ حکم عوام الناس کے لئے حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوا اور تمام لوگ غدیری بیعت سے قبل متوجہ ہوئے کہ حضرت علیؑ خدا کی جانب سے امیر و پیشوا قرار پا چکے ہیں اور یہ لقب بھی ان سے مخصوص ہے یہاں تک کہ اگر دوسرے ائمہ معصومینؑ کو امیر المومنین کہہ کر خطاب کیا جاتا تھا تو وہ لوگ فرماتے تھے کہ ہم کو امیر المومنین مت کہو کیونکہ یہ لقب صرف حضرت علیؑ سے مخصوص ہے۔

روایتوں میں تو یہاں تک بھی آیا ہے کہ اگر کسی شخص کو امیر المومنین کہہ کر خطاب کیا جائے اور وہ اس خطاب پر خوش ہو جائے تو وہ فسق و فجور کا مرتکب ہوا ہے۔(۱)

حدیث شریف سے حقانیت تشیع پر استدلال

۱۔ حضرت علیؑ فرشتوں کے رہبر یہاں تک کہ جبرئیل کے بھی پیشوا ہیں کیونکہ تمام فرشتے مومن ہیں اور ان کے سردار جبرئیل ہیں اور جبرئیل نے مکمل تواضع و انکساری کے ساتھ علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا ہے اور بعد سلام عرض کیا: **یا علی! انت امیر من فی الارض و امیر من فی السماء، امیر من قبلک و امیر من بعدک** ”اے علیؑ! آپ اہل زمین کے بھی امیر ہیں، اہل آسمان کے بھی امیر ہیں؛ آپ اپنے سے پہلے والوں کے بھی امیر ہیں اور بعد میں آنے والوں کے بھی امیر ہیں“۔

۱۔ وسائل الشیعہ: ج ۱۴، ص ۶۰۰

۲۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی مومنین کی مدح وثنا ہوئی ہے، ان آیات کے ذریعہ امیر المومنین کی فضیلت رونما ہوتی ہے لہٰذا فضائل امیر المومنین کی معرفت، ان آیات کے ذریعہ بھی ممکن ہے جن میں مومنین کے اوصاف بیان ہوئے ہیں اوران کی توصیف کی گئی ہے۔

۳۔ جبرئیل نے علیؑ کو پیغمبرؐ کے سامنے امیر المومنین کہہ کر خطاب کیا؛ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ بھی مومن ہیں اور مومنین کے رہبر بھی ہیں لہٰذا یہ بھی ایک دلیل ہے کہ یہ دونوں (پیغمبرؐ وعلیؑ) دو جسم ایک جان ہیں اسی لئے علیؑ کو نفس رسولؐ کہا گیا ہے۔

علیؑ کی منزلیں جانیں پیمبر کہ انساں جانتا ہے خود کو بہتر

۴۔ چونکہ علیؑ کو بالعموم امیر المومنین قرار دیا گیا ہے لہٰذا اگر مسلمان حضرات کسی کو اپنا امیر قرار دیں اور وہ شخص امیری قبول بھی کرلے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امیر الکافرین یا امیر الفاسقین ہے کیونکہ روایات سے یہی نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔

۵۔ وہ تمام افراد جن کو تاریخ نے امیر المومنین کہا ہے اور وہ لوگ اس لقب سے خوش ہوئے ہیں ان کے فسق وفجور طشت از بام ہیں جو محتاج تعارف نہیں ہیں۔

۶۔ خداوند عالم کے علاوہ جو مخلوق بھی تسبیح پروردگار میں زمزمہ سنج رہتی ہے ﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِیْ السَّمٰوَاتِ وَ مَا فِیْ الْاَرْضِ﴾ ”جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ تسبیح خداوندی میں زمزمہ سنج ہے“۔(۱)؛ اس کے امیر حضرت علیؑ ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام نظام ہستی، مطیع علیؑ ہے۔

۷۔ خداوند عالم کی جانب سے القاب کا انتخاب حکمت کے تحت ہوتا ہے، خدا عادل

....

۱۔ سورۂ جمعہ/۱

ہے اس نے رہتی دنیا تک نگاہ کی لیکن علیؑ کے سوا کوئی نظر نہیں آیا جس کو اس لقب سے نوازا جائے لہٰذا امیر المومنین تمام صالحین کے امیر ہیں۔

۸۔امیر وخلیفہ کا انتخاب خدا کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا خلیفۂ اول کی خلافت پر اجماع کا دعویٰ، خلیفۂ دوم کو لوگوں کی جانب سے منسوب کیا جانا اور خلیفۂ ثالث پر شوریٰ کا فیصلہ... یہ تمام چیزیں امر الٰہی کی خلاف ورزی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ امیر المومنین نہیں بلکہ دوسرے بادشاہوں کی مانند بادشاہ کہلائیں گے۔

خلاصہ

غدیر سے قبل خداوند عالم نے علیؑ کو امیر المومنین کے لقب سے نوازا، جبرئیل نے علیؑ کو اپنا امیر کہا اور بعض اصحاب رسولؐ نے خوشی سے تو بعض نے دکھاوے کی خاطر امیر المومنین کہہ کر سلام کیا۔ خداوند عالم نے علیؑ کو اس لقب سے نواز کر پیغمبرؐ سے مشابہت دی ہے کہ جس طرح رسولؐ مومنین کے رہبر ہیں اسی طرح رسولؐ کی زندگی میں ہی علیؑ امیر المومنین ہیں۔

سوالات

۱۔خداوند عالم نے اصحاب سے علیؑ کو امیر المومنین کہلوایا، اس میں کیا حکمت اور پیغام پوشیدہ ہے؟

۲۔حضرت علیؑ فرشتوں کے بھی رہبر کیسے قرار پائے؟

۳۔اس حدیث کے ذریعہ دو طریقہ سے حقانیت تشیع کو ثابت کیجئے!۔

۴۔حدیث کے پیش نظر یہ بتایئے کہ امامت وخلافت خدا کی طرف سے ہے یا لوگوں کی طرف سے؟۔

آٹھواں سبق

باغ فدک

خداوند عالم فرماتا ہے:﴿وَ آتِ ذَا الْقُرْبیٰ حَقَّهُ﴾ اے میرے رسول! اپنے قرابتداروں کا حق ادا کیجئے۔(۱)

حق و باطل کو پرکھنے کا ایک انمول ترازو جس کا سرچشمہ حکمت الٰہی اور علوم اہل بیتؑ ہے اور اس کے ذریعہ حقانیت آل محمدؐ ثابت ہوتی ہے وہ باغ فدک کا مسئلہ ہے۔

۱۴ر ذی الحجہ جنگ خیبر کے بعد فقط رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ کے ہاتھوں تقریباً دس دس کیلومیٹر کی لمبائی چوڑائی پر مشتمل فدک نامی رقبہ فتح کیا گیا، چونکہ قرآن کے مطابق اس فتح میں اصحاب پیغمبر کی شرکت نہ کرنے کی بنا پر اس میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا لہٰذا مکمل فدک رسول اسلامؐ کی جاگیر قرار پاتی ہے لہٰذا حکم خداندی نازل ہوا کہ اے رسول! اپنے قرابتداروں کو ان کا حق دے دیجئے، پیغمبر اکرمؐ نے سوال کیا: یہ کس کا حق ہے؟ جبرئیل نے خدا سے پوچھا اور جواب لے کر دوبارہ خدمت رسولؐ میں آئے اور کہا کہ یہ فدک فاطمہ زہراؑ کو دے دیجئے کیونکہ یہ انہیں کا حق ہے۔

۱۔سورۂ حشر/۶

کیونکہ پیغمبراکرمؐ جناب خدیجہؑ کامہر اپنے ذمہ سمجھتے تھے اسی لئے اس کے عوض یہ رقبہ (فدک) فاطمہ زہراعلیہا السلام کو عطا کیا (لہٰذا یہ صرف ایک بخشش نہیں بلکہ حق تھا جو ادا کیا گیا)، آپؐ نے بہانہ تراشی کا سدّ باب کرنے کے لئے قبالہ بھی لکھا جس پر امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اورام ایمن نے دستخط کئے۔ لوگوں کی توجہ مرکوز کرنے کے لئے اس زمین کی ملکیت بھی فاطمہ زہراؑ کو سونپ دی۔

جناب فاطمہؑ نے اپنے عمال کو وہاں مستقر کیا، آپ ہر سال اس زمین کی درآمد سے ازواج رسولؐ کو وظیفہ بھی عطا کرتی تھیں اور مدینہ کے فقیروں کو بھی سیر وسیراب کرتی تھیں، دختر رسولؐ کا یہ عمل زبان زدخاص وعام ہو چکا تھا۔

ایک روز مہدی عباسی نے امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ مجھے فدک کے حدود بتایئے تاکہ میں آپ کا حق واپس کروں!، امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا: اس کا ایک سرا بین النہرین، ایک سرا افریقہ، ایک سرا... مہدی عباسی نے کہا: یہ تو میری پوری مملکت ہے!۔ امامؑ نے جواب دیا: فدک کے حدود یہی ہیں۔(۱)

آیۂ کریمہ سے حقانیت تشیع پر استدلال

۱۔ اس آیت میں خدا نے فاطمہ زہراؑ کو رسولؐ کا ذوی القربیٰ قرار دیا ہے اور سورۂ شوریٰ کی آیت ۲۳؍ میں اجر رسالت کو ان کی مودت پر منحصر کیا ہے لہٰذا اگر کوئی فاطمہؑ سے محبت نہ کرے تو اس نے اجر رسالت ادا نہیں کیا۔

۲۔ ایک مقام پر خدا نے فرمایا کہ اگر میں نے تم سے اجر رسالت طلب کیا ہے تو وہ خود

۱۔ اصول کافی: ج۱، ص۵۴۳۔

تمہارے لئے ہی ہے:﴿مَاسَئَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرٍ فَھُوَ لَکُمْ﴾ (۱)؛ایک مقام پرفرمایا: ﴿قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاءَ اَنْ یَتَّخِذَ اِلَیٰ رَبِّهِ سَبِیْلًا﴾ میں تم سے اجر رسالت صرف اس لئے طلب کررہاہوں کہ تم اپنے رب کی راہ پر گامزن ہوجاؤ(۲)؛یعنی خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ فاطمہ زہراؑ اوران کی آل و اولاد کی محبت ہے اور احادیث و روایات میں ان کی محبت کی شرط یہ بھی قرار دی گئی ہے کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا جائے۔

۳۔جب خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ صرف محبت حضرت فاطمہؑ ہے تو اس کا مفہوم یہ ہوا کہ شیطانی راستہ فاطمہ زہراؑ سے عداوت ودشمنی اوران پر ظلم وستم روا رکھنا ہے۔

۴۔سقیفہ میں ایک گروہ ایسا تھا جس نے قریش ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ ہم رسولؐ کے نزدیکی ہیں لہٰذا پیغمبرؐ کے بعد ہم خلافت کے مستحق ہیں اور یہ کہہ کر خلیفہ مسلمین کا انتخاب کرلیا گیا، اگر اس استدلال کو صحیح بھی شمار کیا جائے تب بھی حضرت علیؑ زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ اصحاب رسولؐ کی بہ نسبت رسولؐ سے زیادہ نزدیکی تھے۔

۵۔اہل بیتؑ کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے، چاہے وہ مادی حق ہو یا معنوی یا پھر اطاعت کا حق، جب پیغمبرؐ کو سختی کے ساتھ حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے اہل بیت کا حق ادا کیجئے تو ہماری کیا حیثیت ہے! بدرجۂ اولیٰ واجب ہے کہ ہم ان کے حقوق ادا کریں۔

۶۔مذکورہ آیت میں لفظ''آتِ'' کا استعمال کیا گیا ہے جو عربی گرامر کے اعتبار سے فعل امر ہے، امر کا مطلب یہ ہے کہ اس کو عملی جامہ پہنانا واجب اور مخالفت حرام ہے لہٰذا

۱۔سورۂ سباء/۴۷

۲۔سورۂ فرقان/۵۷

اگرحقوق اہل بیتؑ کی ادائیگی سے قاصر رہے تو خدا کی نافرمانی صادق آتی ہے جو انسان کو کفر کے زمرے میں لے جاتی ہے۔

۷۔اہل بیتؑ، جناب فاطمہؑ کی اولاد ہیں اوران کے ذوی القربیٰ بھی ہیں لہٰذا قرآن کے اعتبار سے ان کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے۔

۸۔خداوندعالم نے فدک کا واقعہ کچھ اس انداز سے بیان کیا کہ بہت آسانی سے حق و باطل میں امتیاز کیا جاسکے اوراہل باطل کو باآسانی پہچانا جاسکے۔

۹۔خداوندعالم کاارشاد ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ ...﴾ بے شک خداوندعالم ان لوگوں پرلعنت کرتا ہے جواللہ ورسول کواذیت دیتے ہیں۔اوردوسری جانب رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: **فاطمة بضعة منی من آذاھا فقد آذانی** ''فاطمہ میراٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی''۔اس میں کسی قسم کاشک نہیں کہ پیغمبر کی آل کواذیت دینا خودآنحضرتؐ کواذیت دینا ہےاور یہ سلسلہ خداوندعالم کی لعنت کے استحقاق پر جاکرختم ہوگا۔

خلاصہ

حقانیت اہل بیتؑ کو ثابت کرنے کے لئے تاریخ و روایات میں جو معارف و واقعات بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک اہم ان میں سے ایک انمول واقعہ، واقعۂ فدک ہے۔خداوندعالم نے فدک کوفاطمہ زہراؑ کا حق قراردیا، رسول خداؐ کے ہاتھوں سے یہ فدک فاطمہؑ کودلوایا، امت مسلمہ کوآزمایااوراس کوحق وباطل کی پہچان کامحورقراردیا۔

روایات میں فدک کے واقعہ کوحکومت اسلامی کی مانند بیان کیا گیا ہے یعنی یہ واقعہ

کسی اسلامی حکومت سے کم نہیں ہے۔

سوالات

۱۔امام کاظم علیہ السلام نے فدک کو پوری مملکت اسلامی کیوں قرار دیا؟

۲۔حضرت خدیجہ کے مہر پر نظر کرتے ہوئے فدک کی حقانیت ثابت کیجئے!۔

۳۔فدک کے ذریعہ حقانیت تشیع کیسے ثابت ہوتی ہے؟۔

۴۔محبت فاطمہؑ، خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ کس طرح ہے؟۔

مزید تحقیق کے لئے منابع و مآخذ: مناقب امیر المومنین ج۱ص ۱۹۵؛ بحار الانوار ج۱۷ص ۳۸۷؛ اصول کافی ج۱ ص۵۴۳؛ امالی شیخ صدوق ص/۶۱۹؛ سعد السعود ص/۱۰۱؛ تفسیر عیاشی ج۲ص ۲۸۷؛ درمنثور ج۴ص ۱۷۷

نواں سبق

امام علی نقی علیہ السلام کی ولادت باسعادت

زیارت جامعہ کبیرہ اور زیارت غدیریہ گرانقدر میراث

شیخ مفید، شیخ طوسی اور شیخ کلینی (رحمۃ اللہ علیہم) نے امام علی نقی علیہ السلام کی ولادت ذی الحجہ کے وسط میں بیان کی ہے اور ولادت کا سنہ ۲۱۲ ہجری بتایا ہے، امام نقیؑ نے زیارت جامعہ کبیرہ اور زیارت غدیریہ کے ذریعہ شیعی عقائد و مسلمات کو فصیح ترین انداز میں بیان فرمایا ہے، امام نے زیارت جامعہ میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے ۴۰۰ر صفات و خصوصیات کو بیان کر کے امام شناسی کا ایک مکمل نصاب مرتب فرمادیا ہے نیز زیارت غدیریہ میں تقریباً ۴۰ر آیات سے استدلال کر کے بہترین اسلوب میں امیرالمومنین کی معرفت کا ایک مکمل باب قائم کردیا ہے۔ ان دونوں زیارتوں میں شیعہ عقائد و مسلمات پر اہم ترین دلائل موجود ہیں۔

زیارت جامعہ کبیرہ میں بعض اعتقادی نکات

۱۔ اہل بیتؑ، خدا کے مطیع بندے ہیں: وَ عِبَادُهُ الْمُكْرَمِينَ الْمُطِيعُونَ لِلّٰهِ، لَا

يَسْبِقُوْنَه بَالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُوْن ''اہل بیت اطہارؑ، خدا کے ایسے باشرف بندے ہیں جو اس کی اطاعت میں سر تسلیم خم رکھتے ہیں، ان کی کوئی بات حکم خدا سے آگے نہیں بڑھتی اور وہ امر الٰہی پر عمل پیرا رہتے ہیں''۔

۲۔اہل بیت اطہار علیہم السلام معصوم ہیں: عَصَمَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الزَّلَلِ وَ طَهَّرَكُمْ مِنَ الدَّنَسِ ؛ خداوند عالم نے آپ لوگوں کو گمراہیوں سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھا۔

۳۔ان ہستیوں کی معرفت، معرفت الٰہی ہے: مَحَالُّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ، مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ بَدَءَ بِكُمْ؛ آپ لوگ معرفت خدا کا سرچشمہ ہیں، وہ جس چیز کی چاہے آپ کے ذریعہ ابتدا کرے۔

۴۔ان ہستیوں سے دشمنی، خدا سے دشمنی ہے: مَنْ عَادَاكُمْ فَقَدْ عَادَىٰ اللّٰه؛ جس نے تم سے دشمنی کی وہ دشمن خدا ہے۔

۵۔ان کی ولایت کو قبول کرنا، ولایت الٰہی کو قبول کرنے کے مترادف ہے: مَنْ وَالَاكُمْ فَقَدْ وَالَىٰ اللّٰه؛ جس نے تم سے محبت کی وہ محبّ خداوند عالم ہے۔

۶۔ان پر درود و سلام بھیجنا، فاضل طینت ہونے کا ضامن ہے؛ جَعَلَ صَلٰوٰتَنَا عَلَيْكُمْ وَ مَا خَصَّنَا بِهِ مِنْ وِلَايَتِكُمْ طِيْبًا لِخُلْقِنَا وَ طَهَارَةً لِأَنْفُسِنَا ؛ ہم نے جو آپ پر صلوات بھیجی تو ہم پاک طینت ہوگئے اور ہمارے نفوس پاک و پاکیزہ ہوگئے۔

۷۔ان کا مخالف کافر ہے اور ان سے جنگ کرنے والا مشرک ہے: مَنْ جَحَدَكُمْ كَافِرٌ وَ مَنْ حَارَبَكُمْ مُشْرِكٌ؛ جس نے آپ حضرات کی مخالفت کی وہ کافر ہے اور جس نے آپ لوگوں سے جنگ کی وہ مشرک ہے۔

۸۔اہل بیتؑ کے ذریعہ لوگوں کی آزمائش ہوتی ہے:**وَالْبَابُ الْمُبْتَلیٰ بِهِ النَّاسُ**؛ آپ وہ دروازہ ہیں جس پر آکرلوگوں کی آزمائش ہوتی ہے۔

۹۔لوگوں کی جانب آنے سے قبل یہ ہستیاں عرش الٰہی کی مکین تھیں:**خَلَقَكُمُ اللّٰهُ اَنْوَارًا فَجَعَلَكُمْ بِعَرْشِهِ مُحْدِقِيْنَ**؛ خداوندعالم نے آپ حضرات کوخلق فرمایااور پھر عرش الرحمٰن کامکین قراردیا۔

۱۰۔یہ ہستیاں محض حق ہیں:**وَالْحَقُّ مَعَكُمْ وَ فِيْكُمْ وَ مِنْكُمْ وَ اِلَيْكُمْ**؛ حق آپ حضرات کے ساتھ ہے، آپ حضرات میں ضم ہے، آپ حضرات کی طرف سے ہے اور آپ حضرات کی طرف ہی رخ کئے ہوئے ہے، گویا حق وہیں ہے جہاں یہ پاک و پاکیزہ ہستیاں ہیں۔

۱۱۔ان حضرات کی روح، ان کا نوراوران کی طینت سب ایک ہے: **اِنَّ اَرْوَاحَكُمْ وَ نُوْرَكُمْ وَ طِيْنَتَكُمْ وَاحِدَةٌ**؛ بےشک آپ حضرات کی روح، آپ کا نوراورآپ کی طینت ایک دوسرے میں اس طرح ضم ہیں کہ ایک ہی چیز محسوب ہوتی ہے۔

۱۲۔خداوندعالم نے ان حضرات کووہ مقام عطافرمایاہے کہ دنیامیں کسی کوعطانہیں کیا اورکوئی بھی انسان ان کے سامنے لائق موازنہ نہیں ہے: **أَتَاكُمُ اللّٰهُ مَالَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ**؛ خداوندعالم نے آپ حضرات کوایسی ایسی چیزیں عنایت فرمائی ہیں کہ عالمین میں سے کسی کے مقدرمیں نہیں آئیں۔

۱۳۔عبادتوں کی قبولیت کی شرط، ان حضرات کی ولایت کوقبول کرناہے:**بِمُوَالاتِكُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ**؛ آپ حضرات کی ولایت کے ذریعہ وہ عبادتیں قبول ہوتی ہیں جوخداوندعالم نے واجب قراردی ہیں۔

زیارت غدیریہ میں عقائد تشیع کے چند نمونے

ا۔امیر المومنینؑ،مخلوقات خدا کے درمیان اس کے سفیر ہیں:وَ سَفِیْرُہُ فِیْ خَلْقِہِ ؛وہ خدا کی مخلوق کے لئے اس کے سفیر ہیں۔

۲۔ ہر چیز کی ابتدا پیغمبر اکرمؐ سے ہوتی ہے نیز ہر چیز کا نقطۂ اختتام آنحضرتؐ کی ذات گرامی ہے:اَلْخَاتِمُ لِمَا سَبَقَ وَ الْفَاتِحُ لِمُسْتَقْبِل ؛آنحضرتؐ کی ذات گزشتہ مخلوق کا خاتمہ اور آئندہ کا راہ حل ہے۔اور امیر المومنینؑ کی ذات والا صفات پیغمبر اکرمؐ کی جان ہے۔آیۂ مباہلہ میں آپ کو نفس رسول کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے اس لئے آپ بھی ہر چیز کا نقطۂ آغاز وانجام ہیں۔

۳۔امیر المومنین حضرت علیؑ،صراط مستقیم ہیں:اَشْھَدُ اَنَّکَ الْمَعْنِی بِقَوْلِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ وَ اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خداوند عالم کے اس ارشاد کے مصداق ہیں جس میں وہ فرماتا ہے:''بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے''۔

۴۔سب سے پہلے ایمان لانے والی اور نماز پڑھنے والی امیر المومنین علیؑ کی ذات گرامی ہے:اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ وَ صَلّٰی لَہُ؛آپ ہی وہ ہیں جو خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے اور نماز ادا کی۔

۵۔امیر المومنینؑ کا نور،خاموش ہونے والا نہیں ہے:نُوْرُکَ لَا یُطْفَأُ؛آپ کا نور بجھائے نہیں بجھے گا اور ہمیشہ روشن رہے گا۔

۶۔امیر المومنینؑ کے قاتلوں پر خداوند عالم کی لعنت: اَللّٰھُمَّ الْعَنْ قَتَلَۃَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ مَنْ ظَلَمَہُ وَ اَشْیَاعَھُمْ وَ اَنْصَارِھِمْ ؛خداوند عالم لعنت بھیج امیر المومنین

کے قاتلوں پراوران کے قاتلوں کے ہمنواؤں پراوراطاعت گزاروں پر۔(۱)

خلاصہ

امام علی نقی علیہ السلام کا بابرکت وجود خدا کے علاوہ ہم سب پرمنت و امتنان ہے،بعض روایتوں میں آپ کی ولادت باسعادت ذی الحجہ کے وسط میں بتائی گئی ہے۔ آپ کی جانب سے صادرشدہ زیارت جامعہ کبیرہ اورزیارت غدیریہ عقائد تشیع کے محکم قلعے ہیں۔ان زیارتوں میں اہل بیتؑ کی ذوات مقدسہ کوخداوندعالم کے خالص ومخلص بندوں کی حیثیت سے پہچنوایا گیا ہے۔ان دونوں زیارتوں میں اہل بیت اطہارعلیہم السلام کے بےشمارصفات وخصوصیات اورفضائل ومناقب مرقوم ہیں،ان زیارتوں کے مطابق یہ ہستیاں ایسی منزل پر ہیں کہ امورالٰہی کا سرچشمہ قرار پائیں،خداوندعالم جس کام کی ابتداکرنا چاہتا ہے انہیں ہستیوں سے کرتا ہے۔ان زیارتوں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اہل بیتؑ کی ولایت کے بغیرنماز پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں،کیونکہ ان سے دوستی خداسے دوستی اوران سے دشمنی خداسے دشمنی مول لینے کے مترادف ہے۔

ا۔یہ دونوں اہم ترین زیارتیں ''زیارت جامعہ کبیرہ اور زیارت غدیریہ'' دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ہیں ؛خواہشمند حضرات شیخ عباس قمی کی مشہورزمانہ کتاب ''مفاتیح الجنان'' کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔

سوالات

ا۔زیارت جامعہ کبیرہ کے مطابق، اہل بیتؑ پر صلوات پڑھنے اوران کی ولایت کو قبول کرنے کا اثر کیا ہے؟

۲۔لوگوں کے درمیان آنے سے قبل، اہل بیت اطہارؑ کہاں قیام پذیر تھے؟

۳۔زیارت جامعہ اور زیارت غدیریہ کے چار اعتقادی فقرے رقم کیجئے!۔

۴۔ ”مَنْ اَرَادَاللّٰهُ بَدَءَ بِكُمْ“ کا کیا مطلب ہے؟۔

۵۔زیارت غدیریہ میں کون لوگ خداوند عالم کی لعنت کے مستحق قرار پائے ہیں؟

دسواں سبق

آیۂ تبلیغ

جو آیتیں غدیر کے ایام میں حضرت علیؑ کی امامت کے انتصاب کے موقع پر نازل ہوئی ہیں ان میں سے ایک ''آیۂ تبلیغ'' ہے۔

آیۂ تبلیغ میں تین اہم ترین فراز ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کے مطابق ان میں سے ہر ایک فراز ایک مستقل دن میں نازل ہوا ہے:

۱۶/ذی الحجہ: ﴿یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ﴾۔

۱۷/ذی الحجہ: ﴿یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَه﴾۔

۱۸/ذی الحجہ: ﴿یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللهَ لاَیَهْدِی الْقَوْمَ الْکَافِرِینَ﴾۔(۱)

۱۔ سورۂ مائدہ/۶۷

آیۂ تبلیغ کی شان نزول

رسول خداؐ کے آخری حج میں ہزاروں مسلمان آنحضرت کے ہمراہ تھے، اعمال حج کی انجام دہی کے بعد ۱۶ رذی الحجہ ۱۰ ھ کو جبرئیل امین رسول خداؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی: اے خدا کے رسول! خداوند عالم سلام کے بعد فرماتا ہے:

﴿یَـاأَیُّهَـا الـرَّسُـولُ بَلِّغْ مَـا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ﴾ ''اے رسول! امیر المومنین کے انتصاب کے سلسلے میں جو کچھ ہم نے آپ پر نازل کیا ہے اس کی تبلیغ کیجئے''۔

رسول خداؐ نے جبرئیل سے فرمایا: اے جبرئیل لوگ ابھی جلدی ہی اسلام ہی طرف مائل ہوئے ہیں، ان کے پاس معرفت کی کمی ہے، مجھے ڈر ہے کہ اگر اس مقام پر اعلان کروں گا تو قافلے کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور لوگ اطاعت نہیں کریں گے۔

یہ سن کر جبرئیل واپس چلے گئے، جب یہ قافلہ ۱۷ رذی الحجہ کو غدیر کے نزدیک پہونچا تو دوسری مرتبہ جبرئیل نازل ہوئے اور آیت کے پہلے اور دوسرے فقرے کی تلاوت کی:

﴿یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَـالَتَـهُ﴾ ''اے رسول! آپ اس حکم کو پہونچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہونچایا''۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے جبرئیل! میں اپنے اصحاب کو پہچانتا ہوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ میری حکم عدولی نہ کریں۔ یہ سن کر جبرئیل واپس چلے گئے اور جب یہ قافلہ غدیر خم کی وادی میں داخل ہو گیا تو دوبارہ جبرئیل نازل ہوئے اور آیۂ تبلیغ کے بقیہ فقروں کی تلاوت کی:

﴿یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ ''اے رسول! آپ اس حکم کو پہونچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہونچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کہ اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا''۔(۱)

جیسے ہی رسول خداؐ نے لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے کی ضمانت کا مشاہدہ کیا فوراً ہی لوگوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا: خدا کی قسم! میں اس جگہ سے اس وقت تک آگے نہیں بڑھوں گا جب تک اپنے فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دے لوں....۔(۲)

امیر المومنینؑ کی حقانیت پر آیۂ تبلیغ سے استدلال

۱۔خداوند عالم نے امیر المومنین کی وصایت و امامت کی تبلیغ کی خصوصی تاکید فرمائی ہے، آیۂ تبلیغ میں اس کی جانب واضح طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔

۲۔آیۂ تبلیغ کا تین دنوں تک تدریجی نزول اور رسول خدا اور جبرئیل امین کے درمیان مسلسل گفتگو موضوع کی اہمیت پر بہترین دلیل ہے۔

۳۔ولایت کی قبولیت کے لئے وسعت قلبی اور معنوی بلندی کی ضرورت ہے؛ ''یا جبرئیل ان الناس حدیثو عهد بالاسلام فاخشی ان یضطربوا و ال ایطیعوا''۔

۴۔امام کا انتخاب خداوند عالم کی جانب سے ہونا چاہئے؛ ﴿ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ

۱۔مائدہ/۶۷

۲۔بحار الانوار، علامہ مجلسی ج۳۷ص۱۶۵

مِنْ رَبِّکَ﴾۔

۵۔امامت کا عہدہ نبوت ورسالت کا ہم پلہ ہے؛ ﴿وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾۔

۶۔رسول خداؐ کے اصحاب میں منافقین ومخالفین کا وجود قطعی اور مسلم ہے اوران کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی؛'' لعلمی بکثرة المنافقین و قلة المومنین ''۔قرآن مجید میں خدا کاارشاد ہے: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لاتَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾''اورتمہارے گرددیہاتیوں میں بھی منافقین ہیں اوراہل مدینہ میں تو وہ بھی ہیں جونفاق میں ماہراورسرکش ہیں،تم ان کونہیں جانتے ہولیکن ہم خوب جانتے ہیں''۔(۱)اسی لئے خداوندعالم نے رسول کواپنی ضمانت میں لے لیا تھا؛ ﴿وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنْ النَّاسِ﴾۔

اس تناظر میں تمام صحابہ کی عدالت کانظریہ بے بنیاداورنا قابل قبول ہے؛''یا جبرئیل اخشی من اصحابی ان یخالفونی''۔

۷۔آیۂ تبلیغ کے پہلے فراز: ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْکَ مِنْ رَبِّکَ﴾ کے پیش نظر تمام انبیاء یہاں تک کہ رسول خداؐ بھی امیرالمومنین کی ولایت پر ایمان رکھتے تھے؛ ﴿آمن الرسول بما انزل الیه من ربه﴾۔

۸۔علامہ امینیؒ نے اپنی گرانقدر کتاب ''الغدیر'' میں آیۂ تبلیغ کی شان نزول کو۱۱۰/ اصحاب،۸۴/تابعین اور۳۵۶/اہل سنت کے راویوں سے بیان کیا ہے جس کے بعد آیۂ تبلیغ کی شان نزول کے سلسلے میں کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

۱۔سورۂ توبہ/۱۰۱

۹۔﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس﴾ کا فقرہ منافقوں کے وجود اور لوگوں کے درمیان ان کی قدرت وطاقت کے نفوذ کو ثابت کر رہا ہے، لہذا بعض صحابہ منافق تھے۔

۱۰۔ جب ﴿یَاأَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغ﴾ نازل ہوا تو رسول خداؐ نے فرمایا: **فلیبلغ الحاضر الغائب والوالد الولد الی یوم القیامة** ''اس پیغام کو یہاں موجود لوگ ان لوگوں تک پہونچا دیں جو موجود نہیں ہیں اور قیامت تک باپ اپنے فرزندوں تک منتقل کرتے رہیں''۔

لہذا ولایت کی تبلیغ سب پر واجب ہے اور سبھی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ غدیر کی تبلیغ کریں۔

۱۱۔ یہ تبلیغ امامت سے مخصوص ہے اس لئے کہ یہ آیت رسول خداؐ کی عمر شریف کے آخری ایام میں نازل ہوئی ہے جب آپ نے تمام احکام اور اصول دین بیان کر دیئے تھے۔ دوسری بات یہ کہ خدا کے احکام اور اصول کی تبلیغ میں خوف کا امکان نہیں خاص طور سے اس وقت جب اسلام ترقی وکامرانی کی معراج پر پہونچ چکا ہو، لہذا اہم ترین موضوع، آپ کے بعد آپ کی جانشینی اور امامت کا مسئلہ ہے۔ اسی لئے منافقوں نے اپنے ہدف تک پہونچنے کے لئے پوری طرح لائحۂ عمل تیار کیا تھا جس سے رسول خداؐ بھی واقف تھے یہی وجہ ہے کہ خداوندعالم نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس﴾۔(۲)

۱۲۔ خداوندعالم اس دین سے راضی وخوشنود ہے جو امیر المومنین کی ولایت کے ذریعہ

۱۔ احتجاج طبرسی ج ۱ص ۶۲

۲۔ سورۂ مائدہ ر ۶۷

کامل ہواہو؛ ﴿رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلاَمَ دِينًا ﴾۔(۱)اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت امیرالمومنین کے بغیر دین سے خداوند عالم غضبناک ہوتا ہے، وہ اس سے راضی نہیں ہوتا۔

۱۳۔جس طرح پیغمبر کے لئے توحید کی تبلیغ اور اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اسی طرح امامت کی تبلیغ بھی ضروری ہے، امامت کی تبلیغ کے بغیر توحید ونبوت کی تبلیغ کامل نہیں ؛ ﴿وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾۔

۱۴۔اگر رسول نے امامت کی تبلیغ نہیں فرمائی تو انہوں نے اپنی رسالت کو انجام نہیں دیا، اگر کوئی شخص حضرت علیؑ کی امامت کو قبول نہ کرے تو اس نے رسول اکرمؐ کی رسالت کو بھی تسلیم نہیں کیا ہے؛ ﴿ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾۔

سوالات

۱۔رسول خداؐ پر آیۂ تبلیغ تدریجی طور پر کیوں نازل ہوئی ؟

۲۔آغاز کار میں رسول خداؐ نے ابلاغ رسالت کی ممانعت کیوں فرمائی ؟

۳۔رسول خداؐ نے کب تبلیغ کا مصمم ارادہ فرمایا؟

۴۔آیۂ تبلیغ کے واقعہ نزول کے پیش نظر تمام صحابہ کی عدالت کا نظریہ بے بنیاد کیوں ہے؟

۵۔علامہ امینیؒ کی نظر میں غدیر اور آیۂ تبلیغ کی شان نزول کے راوی کون لوگ ہیں؟

۱۔سورۂ مائدہ/۳

گیارہواں سبق

آیۂ محبت

۱۷رذی الحجہ ۱۰ھ کو نماز ظہر کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے بارگاہ خداوندی میں بآواز بلند دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللهم هب لِعلِی المودة فِی صدورِ المومِنِین و الهيبة و العظمة فِی صدورِ المنافِقِين ''خدایا! مومنین کے دلوں میں علیؑ کی محبت قرار دے اور منافقوں کے قلوب میں اس کی ہیبت وعظمت قرار دے''۔(۱)

اس کے بعد امام علیؑ سے فرمایا: دعا کرو، امام نے عرض کی: کیا دعا کروں؟ رسولؐ نے فرمایا: کہو، خدایا! اپنے حضور میں میرے لئے عہد و پیمان (دوستی ومحبت) قرار دے اور مومنین کے قلوب کو میری محبت سے منور فرما۔

حضرت امیر المومنینؑ نے بھی تین مرتبہ دعا کی اور کہا: خدایا! ہر مومن مرد وعورت کے دل میں میری محبت ومودت ثابت و پایدار فرما۔ پیغمبر نے آمین کہا اور یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَانُ

۱۔ بحار الانوار ج۳۵ص۳۵۴؛

وُدًّا﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دے گا''۔(۱)

اس طرح پیغمبرؐ اکرم اور امام علیؑ کی دعاؤں کے نتیجہ میں خداوند عالم نے تکوینی طور پہ مومنین کے دلوں میں امام علیؑ کی محبت قرار دی۔

عقائد تشیع کی حقانیت پر آیۂ محبت سے استدلال

۱۔اہل ایمان کے قلوب میں محبت امام علیؑ کا وجود ایک امر الٰہی ہے اور اسی وجہ سے مشکلات کے باوجود ان کے دلوں سے محبت نہیں نکل سکتی۔امام علیؑ نے فرمایا: اگر میں مومن کی ناک پر اپنی مشت سے ضرب لگاؤں تا کہ وہ میری دوستی سے دست بردار ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا اور اگر پوری دنیا منافق کے حوالے کر دوں تا کہ وہ مجھ سے محبت کرے پھر بھی وہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا۔

۲۔ایک ہی وقت میں مولا علیؑ سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی، یہ غیر ممکن ہے کیوں کہ امام کا ارشاد ہے: **لن یحبنا من یحب عدونا** ''جو ہمارے دشمنوں سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت نہیں کر سکتا''۔(۲)

آیۂ مبارکہ: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾(۳) کے ذیل میں امام علیؑ فرماتے ہیں: یہ قطعی ممکن نہیں کہ ایک ہی دل میں ہماری بھی محبت ہو اور ہمارے دشمن کی بھی۔

۳۔حدیث: ''**اللھم ھب** ...'' کے مدنظر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مومنین آیۂ

۱۔سورۂ مریم/۹۶ ۲۔بحار الانوار ج ۲۷ ص ۸۳

۳۔احزاب/۴؛ ترجمہ: خداوند عالم نے ایک سینے میں دو دل نہیں بنائے

مبارکہ: ﴿قُلْ لاأَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى ﴾(۱) میں مذکور مودت کے لئے خدا سے درخواست کریں تا کہ خداوند عالم انکے دلوں کو اس مودت سے سرشار کردے۔

۴۔اس آیت میں خداوند عالم نے مومنین کے دلوں میں مودت قرار دی اور حضرت علی کو امیر المومنین مقرر کیا، اب جس کا بھی دل انکی محبت سے خالی ہے، وہ مومنین کی صف سے خارج ہے (مشرک، کافر یا پھر وہ فاسق ہے)۔

۵۔پیغمبر اکرمؐ نے مولا علیؑ کی محبت کو طیب و طاہر ولادت کی علامت قرار دیا ہے: ''لا یحبک الا من طابت ولادته''۔(۲)

۶۔حدیث کسا میں مذکور ہے کہ آسمان و زمین وغیرہ صرف اہل بیتؑ کی محبت میں خلق ہوئے ہیں: ''و ما خلقت سماء مبنية و لا ارضا مدحية ... و لا فلكا يدور و لا فلكا يسرى الا فى محبة هولاء الخمسة ''۔(۳)

۷۔جو بھی علی و اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے؛'' من احبكم فقد احب الله ''۔(۴)

۸۔جیسا کہ حضرت علی نفس پیغمبرؐ ہیں لہٰذا جو بھی پیغمبر کو دوست رکھتا ہے اسے چاہئے کہ نفس پیغمبر کو بھی دوست رکھے اور جو پیغمبرؐ سے محبت کرتا ہے اسے دشمنان پیغمبرؐ سے بیزار ہونا چاہئے۔

۹۔حضرت علیؑ کی محبت اس قدر عظیم اور وقیع ہے کہ اس کے لئے رسول خداؐ اور امام علیؑ

۱۔شوریٰ/۲۳
۲۔محاسن برقی ج ۱ ص ۱۳۸
۳۔عوالم العلوم ج ۱۱ ص ۹۳۳
۴۔من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۶۱۳

کی خاص پدرانہ دعاؤں کی ضرورت ہے؛ ''اللھم ھب لی لعلی المودۃ''۔ نیز فرمایا: ''انا و علی ابوا ھذہ الامۃ''۔(۱) اس امت کے یہ دونوں باپ امت کے سب سے زیادہ مہربان انسان ہیں۔

۱۰۔ پیغمبر اکرم کی بعض ازواج نے واضح طور پر کہا ہے کہ وہ علیؑ کو دوست نہیں رکھتیں۔ ان کا یہ اقرار ان کی بے ایمانی کی دلیل ہے۔

خلاصہ

پیغمبر اکرمؐ نے انسانوں کی ہدایت کی خاطر اپنی امت کے لئے دعا کی کہ خدایا! علیؑ کی محبت مومنین کے دلوں میں مقرر فرما۔ دعائے پیغمبرؐ بارگاہ خداوندی میں مستجاب ہوئی اور خدائے متعال نے قیامت تک کیلئے مومنین کے قلوب کو ان کی محبت سے روشن کر دیا، اگر کوئی اس محبت سے فیض یاب ہے تو وہ شکر خدا کرے اور اگر نہیں ہے یا کم رنگ ہے تو خدا سے دعا کرے کہ اس کے دل کو ان کی محبت سے سرشار کر دے۔ خداوند عالم نے صرف اس محبت کو اپنی قربت کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اس محبت سے کنارہ کشی ولادت کی خباثت اور گروہ منافقین میں شمولیت کا باعث قرار دیا ہے۔

سوالات

۱۔ آیۂ محبت کون سی آیت ہے؟ اس کی شان نزول بیان کریں۔

۲۔ کیا امیر المومنین کی محبت ان کے دشمنوں کی دوستی کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے... کیوں؟

۳۔ کیا امام علی سے محبت نہ کرنے والا حلال زادہ ہے؟ روایت سے استدلال پیش کریں۔

۴۔ آسمان و زمین کی خلقت کی وجہ کیا ہے؟

۱۔ کمال الدین ج ۱ ص ۲۶۱

بارہواں سبق

آیۂ اکمال

جس طرح دیگر آیات ہیں اسی طرح آیہ اکمال بھی امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت اور بلافصل خلافت کی واضح دلیل ہے؛ خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (۱) ''آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے لہذا ان سے خوف نہ کھاؤ اور مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا، تم پر نعمتیں تمام کر دیں اور اسلام کو تمہارے لئے دین کے عنوان سے پسند کیا''۔

آیۂ اکمال کی شان نزول

جب رسول خداؐ نے مجمع عام میں امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کیا اور لوگوں سے بیعت بھی لے لی تو جبرئیل امین آیۂ اکمال لے کر نازل ہوئے، یہی وہ وقت تھا

۱۔ سورہ مائدہ/۶

جب بے ساختہ رسول خداؐ کی زبان مبارک پر یہ فقرے جاری ہوئے: **اللّٰــہ اکبر، اللّٰــہ اکبـر عـلـی اِکـمـال الدِینِ و اِتـمامِ النِعمةِ و رِضی الرب بِرِسالتِی و وِلایةِ عـلـیِ ابـنِ ابِی طالِب بعدِی** (۱)''خداوندعالم کی ذات گرامی اس سے کہیں بلندو بالا ہے کہ اس کی توصیف میں لب کشائی کی جائے، وہی خداوند عالم جس نے اپنے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمتوں کو ہمارے اوپر تمام کیا اور میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت پر راضی وخوشنود ہوگیا''۔

آیۂ اکمال کے ذریعہ حقانیت امیر المومنین علی پر استدلال

خداوندعالم کی جانب سے رسول خداؐ کے لئے لائق وصالح جانشین کے انتخاب نے کفر کو ناامیدی کے گھاٹ اتار دیا۔لہذا اگراس عہدہ کو الٰہی عہدہ شمار نہ کیا جائے تو ہدایت بشری میں طمع ولالچ جیسی اشیاء کا نفوذ ہوجائے گا جو اسلام ومسلمین کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگا اسی لئے خدا نے فرمایا کہ آج کفر مایوس ہوگیا۔

جب تک تمام امت مسلمہ ولایت علیؑ پر جمع نہ ہوجائے تب تک کفار ومشرکین کی اذیتوں کا شکار ہوتی رہے گی۔ چونکہ خداوندعالم کی جانب سے امام کا انتخاب ہوا ہے لہذا کفار ومشرکین کے خوف کا اندیشہ بھی ختم ہوگیا اور خدا نے خود فرمایا کہ ان سے خوف زدہ نہ ہو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو۔

دین کا کمال، امامت پر موقوف ہے۔ جب تک خداوندعالم کی جانب سے امام منصوب نہیں ہوتا تب تک دین الٰہی ناقص رہے گا اور اس کی تائید خدا کے اس جملہ سے

۱۔مرآۃ العقول ج۳،ص۲۵۷

ہوتی ہے: آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔

خداوند عالم کی تمام نعمتوں کے درمیان امامت سب سے اعلیٰ و افضل نعمت ہے، اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں، اس کی عکاسی خدا نے اس انداز سے کی ہے: میں نے تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔

بروز قیامت سب سے اہم سوال، ولایت کے متعلق ہوگا: **لتسئلن یومئذ عن النعیم۔**(۱)

دین اسی وقت خدا کا پسندیدہ ہے جب امامت کے ہمراہ ہو، اس کی عکاسی اس آیت

۱۔عیون اخبار الرضا: ج۲ص۱۲۹؛ پوری روایت یہ ہے: **حدثنا ابراهیم بن عباس کنا یوما بین یدی علی ابن موسی الرضا فقال لی لیس فی الدنیا نعیم حقیقی فقال له بعض الفقهاء ممن یحضره فیقول الله عز و جل ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم اما هذا النعیم فی الدنیا و هو الماء البارد فقال له الرضا و علا صوته کذا فسرتموه انتم و جعلتموه علی ضروب فقالت طائف هو الماء البارد و قال غیرهم هو الطعام الطیب و قال آخرون هو النوم الطیب قال الرضا و لقد حدثنی ابی عن ابیه ابی عبد الله الصادق ان اقوالکم هذه ذکرت عنده فی قول الله تعالی ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم فغضب علیه السلام و قال ان الله عز و جل لا یسئل عباده عما تفضل علیهم به و لا یمن بذالک علیهم و الامتنان بالانعام مستقبح من المخلوقین فکیف یضاف الی الخالق عز و جل ما لا یرضی المخلوق به ولکن النعیم حبنا اهل البیت و موالاتنا یسئل الله عن عباده عنه بعد التوحید و النبوة لان العبد اذا وفی بذالک اداه الی نعیم الجنة الذی لا یزول و لقد حدثنی بذالک ابی عن ابیه عن آبائه عن امیر المومنین انه قال قال رسول اللهؐ یاعلی ان اول ما یسئل عنه العبد بعد موته شهاد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول اللهؐ و انک ولی المومنین بما جعله الله و جعلته لک فمن اقر بذالک و کان یعتقده صار الی النعیم الذی لا زوال له۔**

میں ہورہی ہے:﴿قَالَتِ الاَعۡرَابُ آمَنَّا قُلۡ لَمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡا اَسۡلَمۡنَا وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ﴾۔(۱)

اگر دین اسلام، امامت کے ہمراہ نہ ہوتو نہ صرف یہ کہ رضائے الٰہی شامل حال نہیں ہوگی بلکہ مزید برآن عذاب وغضب الٰہی کا سبب قرار پائے گا، جس کی تائید خدا کے اس جملہ سے ہوتی ہے کہ میں راضی ہوگیا اس امر سے کہ اسلام تمہارا دین قرار پائے۔

غدیر سے پہلے والے باایمان افراد مثلاً سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار وغیرہ کا ولایت پر ایمان بھی بیعتِ غدیری کے بعد کامل ہوگیا کیونکہ غدیر میں بارہ اماموں کی بیعت لی گئی اور دین کامل ہوگیا۔

سوالات

۱۔آیہ اکمال کب نازل ہوئی اور کس کی شان میں نازل ہوئی؟

۲۔آیہ اکمال نازل ہونے کے بعد رسول خداؐ نے کیا فرمایا؟

۳۔کفر، دین اسلام سے کس وقت مایوس ہوا؟

۴۔دین کا کمال اور سب سے افضل نعمت، ولایت ہی کیوں ہے؟

۵۔جناب ابراہیم کو عہدہ امامت کیوں عطا کیا گیا؟

۱۔سورہ حجرات/۱۴؛ آیت کا ترجمہ:''یہ بدو عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ اسلام لائے ہیں کہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے''۔

تیرہواں سبق

غدیر کا جاودانی واقعہ

حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت خدائے متعال نے اپنے رسولؐ سے فرمایا: اے رسول! امیر المومنین کے بارے میں جو امر آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہونچا دیں کہ اگر آپ نے یہ کام انجام نہ دیا تو اپنی رسالت کو نہیں پہونچایا اور خداوند عالم آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

لیکن رسول خداؐ فرماتے ہیں: **و سالت جبرئیل ن یستعفِی لِی عن تبلِیغِ ذلک الیکم ایھا الناس لِعلمِی بِقلۃِ المتقِین و کثرِۃ المنافِقِین** ''اے جبرئیل! مجھے اس حقیقت کے بیان و ابلاغ سے معاف رکھو اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ متقی افراد بہت کم اور منافقین بہ کثرت موجود ہیں''۔(۱)

لیکن جب خداوند عالم کی جانب سے تاکیدی حکم نازل ہوتا ہے تو پیغمبر میدان غدیر میں لوگوں کو بلاتے ہیں، سلمان و مقداد و ابوذر و عمار ماحول آمادہ کرتے ہیں، منبر تیار کیا

۱۔ الاحتجاج طبرسی ج ۱ ص ۵۹

جاتا ہے اور پیغمبرؐ خطبہ غدیر ارشاد فرماتے ہیں۔

خطبہ کے درمیان لوگوں سے ولایت امیرالمومنین کا اقرار لیتے ہیں اور پھر اہل بیت سے لے کر امام آخر الزمان (عج) تک سب کی شناخت کراتے ہیں، تین روز تک لوگ حضرت علیؑ کی بہ عنوان امیرالمومنین بیعت کرتے ہیں، یہاں تک کہ عورتیں بھی پانی سے بھرے ہوئے ایک طشت میں ہاتھ رکھ کر امیرالمومنین کی بیعت کرتی ہیں۔

غدیری آیات وروایات سے عقائد تشیع کی حقانیت پر استدلال

۱۔خدا کی طرف سے رسول گرامیؐ دو چیز لے کر آئے ،ایک قرآن اور ایک امیر المومنینؑ۔اور پیغمبرؐ نے حدیث ثقلین میں ارشاد فرمایا:''انهما لن یفترقا''۔(۱) رسالت پیغمبر انہیں دو کے ذریعہ انجام پائی۔رضایت خدا کا حصول تبھی ممکن ہے جب رسالت کی قبولیت کے ساتھ ان دونوں کا بھی اعتراف ہو۔

۲۔پیغمبرؐ نے غدیر میں ارشاد فرمایا:من کنت مولاه فهذا علی مولاه ''جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی مولا ہیں''۔(۲) پیغمبر اکرمؐ تمام جن وانس اور مقرب ملائکہ کے مولا ہیں اسی لئے امیرالمومنین بھی سب کے مولا ہیں۔

۳۔ولایت امیرالمومنین کی قبولیت درحقیقت ولایت خداوندی کی قبولیت ہے:''من والاکم فقد والی الله''۔(۳)

۱۔اصول کافی ج۲ص۴۱۵

۲۔اصول کافی ج۱ص۴۲۸

۳۔بحارالانوار ج۹۹ص۱۲۹

اس تناظر میں خداوندعالم اسی دین سے راضی ہے جسے مومنین ولایت علیؑ کے ساتھ قبول کریں، یعنی مرضی خدا اس دین میں ہے جس میں ولایت الٰہی کوتسلیم کیا گیا ہو۔آیۂ ولایت: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ... ﴾(۱) میں خداوندعالم نے اپنی، اپنے رسول اورامیرالمومنین کی ولایت کوایک ساتھ بیان کیا ہے۔

۴۔جس طرح اگرکوئی ولایت الٰہی کااعتراف نہ کرےتو وہ توحید پرستی کے حدود سے خارج ہے، اسی طرح اگرکوئی ولایت امیرالمومنین کامنکر ہوتو وہ بھی دائرۂ توحید سے خارج ہے؛ **من جهدكم كافر و من حاربكم مشرك** ''اے اہل بیت! جوتم سے جہاد کرے وہ کافرہےاور جوتم سے جنگ کرے وہ مشرک ہے''۔

۵۔حدیث قدسی: ''**كلمة لا اله الا الله حصنى** ''اورحدیث:''**ولاية على ابن ابى طالب حصنى** '' کی روشنی میں توحید، ولایت کے بغیرممکن نہیں، خداوندعالم نے صاحب ولایت کی جائے ولادت کوکعبہ قرار دیا جومرکز وحدانیت ہے۔

۶۔آیۂ کریمہ: ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴾(۲) کے مطابق جب بھی خدااور رسول کسی امر کوحتمی قرار دیتے ہیں توکسی بھی مومن مردوعورت کواس امرمیں اختیارنہیں ہےاوراگرکوئی خدااوررسول کی نافرمانی کرےتو وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

لہٰذا جب خدا و رسول نے امام علیؑ کو بہ عنوان ولی و خلیفہ منتخب کردیا تو پھر لوگوں کو اس

۱۔سورۂ مائدہ/۵۵

۲۔احزاب/۳۶

امر میں کسی طرح کے اعتراض کا حق حاصل نہیں اور اگر وہ اس بات کا انکار کریں تو کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

۷۔حدیث: ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ''(۱) امام علیؑ کی عصمت کی دلیل ہے کیوں کہ پیغمبر فرشتوں کے مولا ہیں اور حضرت علیؑ بھی ان کے مولا ہیں۔ آیۂ کریمہ میں فرشتوں کو معصوم بتایا گیا ہے: ﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾۔(۱) لہذا ان کا مولا بھی عصمت کے بلند مقام پہ فائز ہونا چاہئے۔

۸۔روز غدیر صحابہ کی موجودگی میں امام علیؑ کی شناخت اور منصب الٰہی تک رسائی، تمام اصحاب پر مولا علیؑ کی افضلیت کی دلیل ہے۔

۹۔روز غدیر تمام لوگوں کو رسول کا حکم دینا کہ وہ تین دن تک امام علی کی امیر المومنین کہہ کر بیعت کریں، اس بات کی دلیل ہے کہ مولا کا معنی امیر و سرپرست ہے۔

۱۰۔اگر مولا کا معنی دوست ہو تو ہدف ناقص رہ جاتا ہے یعنی امیر المومنین کی فضیلت کے بجائے ان کے لئے نقص ثابت ہوگا، اس معنی میں کہ اے علی جو بھی میرا دوست ہے تم کو بھی اس کا دوست ہونا چاہئے۔ یعنی امام علی پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے نہ کہ ان کے لئے فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

۱۱۔پیغمبر کا تمام خواتین کو حکم دینا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اس طشت میں رکھیں کہ جس کی دوسری طرف مولا علی کا ہاتھ ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج رسول بھی امام علی کی مطیع رہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک ان سے جنگ کرے تو لوگوں کو اس عورت اور بیعت

۱۔اصول کافی ج۱ص ۲۷۸

۲۔سورۂ تحریم/۶

توڑنے والی دوسری عورتوں کا تابع نہیں ہونا چاہئے ، ورنہ وہ بھی امام سے جنگ کرنے والوں میں شمار ہوں گے؛''من حاربکم فقد حارب الله''۔

۱۲۔پیغمبر کی حدیث:''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ''(۱) آیۂ مباہلہ میں لفظ''انفسنا'' کی تفسیر ہے؛یعنی جس کا بھی میں مولا ہوں میرا نفس علی بھی اس کے مولا ہیں۔

۱۳۔رسولؐ نے ایک روایت میں فرمایا:''انا و علی ابوا ھذہ الامة ''(۲)جس کی تفسیر روز غدیر بیان ہوئی:من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔(۳)

۱۴۔پیغمبرؐ نے فرمایا:'' انا و علی من شجر واحد ...''(۴)روز غدیر بھی تاکید کی کہ وہ شجر جو اس وقت تک تمہارا مولا تھا وہی شجر آئندہ بھی تمہارا مولا رہے گا۔

خلاصہ

پیغمبرؐ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر خدا کے حکم سے مولا علی کی رہبری کے لئے لوگوں سے بیعت لی اور خطبہ میں اہل بیتؑ اور امام زمانہ (عج) کی شناخت کرائی اور سبھی پر تبلیغ پیغام غدیر کی ذمہ داری عائد کی اور واضح کیا کہ امامت انتصابی ہے نہ کہ انتخابی ،اور جس طرح وہ خود سب کے مولا تھے امیر المومنین کو بھی سب کا مولا معین فرمایا۔

۱۔اصول کافی ج۱ص۲۷۸

۲۔عیون اخبار الرضا ج۲ص۸۶

۳۔اصول کافی ج۱ص۲۷۸

۴۔عیون اخبار الرضا ج۲ص۶۳

سوالات

ا۔عبارت: ﴿والله یعصمک من الناس﴾ کس مطلب کی طرف اشارہ کررہی ہے؟

۲۔غدیری آیات وروایات کے ذریعہ عقائد تشیع کی حقانیت کو ثابت کریں۔

۳۔آیۂ مبارکہ: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَامُؤْمِنَةٍ﴾ کس طرح منصب امامت کے انتخابی ہونے کی نفی کرتی ہے؟

۴۔''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ''اورآیہ مباہلہ میں لفظ''انفسنا'' سے کس مطلب کا استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

۶۔آیہ تبلیغ صرف امامت پہ کیوں دلالت کرتی ہے؟ دین کے دوسرے اصول وفروع پر دلالت کیوں نہیں کرتی؟

مزید تحقیق کے لئے منابع وماخذ: تفسیر عیاشی ج۲ص ۹۸؛تفسیر فرات کوفی ص۵۱۶؛ بحارالانوار ج۳۷ص۱۵۲؛ بصائرالدرجات ص۹۷؛سنن ابن ماجہ ج۱ص۴۵؛ مسند احمد بن حنبل ج۱ص۸۴

چودھواں سبق

خطبہ غدیر سے آشنائی

رسول اکرمؐ نے غدیر کے دن ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا۔

سب سے پہلے آپ نے خدا شناسی و معارف وحدانیت سے مربوط مطالب بیان کیئے ؛مثلاً فرمایا:

ھو منشی الشیء حین لا شئی ''خداوند عالم نے تمام اشیا کو عدم ونیستی سے پیدا کیا''۔

جلّ ان تدرکه الابصار ''وہ اس سے بھی بلند و بالا ہے کہ آنکھیں اس کا دیدار کر سکیں''۔

یفقر و یغنی و یضحک و یبکی ''وہ فقیری بھی دیتا ہے اور غنی بھی بناتا ہے، وہ ہنساتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے۔

پھر خداوند عالم کی حمد وثنا کرتے ہوئے فرمایا:

احمده فی السراء و الضراء ''عیش وآرام اور سختی ومشکلات دونوں میں اس کی حمد وثنا کرتا ہوں''۔

و اقر له علی نفسی بالعبودیة ''اقرار کرتا ہوں کہ میں اس کا بندہ ہوں''۔(۱)

اپنے بعد جانشینی کا اعلان

میں اطاعت الٰہی کا خواہاں ہوں کہ اگر میں پیغام نہ پہونچاؤں تو وہ مجھ پر عذاب نازل کرے گا، خدا کا ارشاد ہے؛ ﴿**یا ایھا الرسول ...**﴾ ''جو کچھ بھی علی کے بارے میں آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہونچا دیں''۔ جبرئیل تین مرتبہ میرے پاس آئے اور کہا کہ اس مقام پر سب کے سامنے یہ اعلان کردوں کہ علی ابن ابی طالب میرے بھائی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔ ان کا مقام و مرتبہ میرے نزدیک ویسے ہی ہے جیسے ہارون کی منزلت موسیٰ کے نزدیک تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

خداوند عالم نے زکات کی ادائیگی کے موقع پر آیۂ ولایت میں بہ عنوان رہبر وولی ان کو پہچنوایا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے درمیان مومنین کم اور منافقین زیادہ ہیں (لیکن خدا نے میری ضمانت لی ہے کہ کوئی مجھے ضرر نہیں پہونچا سکتا)۔

معاشر الناس ان الله قد نصبه لکم ولیا اماما مفترضا طاعته ''اے لوگو! خداوند نے علی کو تمہارا مولا و امام قرار دیا ہے، اس کی اطاعت تم پہ واجب کی ہے''۔(۲)

فرمایا: **ملعون من خالفه** ''جو بھی انکی مخالفت کرے وہ ملعون ہے''۔

۱۔ احتجاج طبرسی ج۱ص۵۹

۲۔ احتجاج طبرسی ج۱ص۵۹

اے لوگو! خدا تمہارا مولا و ولی ہے اور اس کے بعد اس کا رسول تمہارا مولا و ولی ہے (جو اس وقت تم سے مخاطب ہے) اور میرے بعد علی تمہارے مولا ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد تمہارے امام ہیں۔

اے لوگو! علیؑ سے روگردانی نہ کرو اور اس کی ولایت سے سرپیچی نہ کرو، وہ سب سے پہلے ایمان لائے، اپنی جان رسول خداؐ پر فدا کی، وہی میرے بعد تمہارے امام ہیں اور جو بھی ان کی ولایت کا منکر ہوگا جتنی بھی توبہ کرلے خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔

اے لوگو! جو بھی میری نبوت میں شک کرے وہ کافر ہے، اور جو بھی میرے اس کلام (ولایت امیر المومنینؑ) میں شک کرے، گویا اس نے میرے سارے کلام میں شک کیا اور وہ جہنمی ہے۔

علی بن ابی طالب کی جانشینی میرے لئے ہدیۂ الٰہی ہے، علی میرے بعد بہترین انسان ہیں، ہمارے وسیلہ سے خدا لوگوں کو روزی عطا کرتا ہے، ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو میری اس بات کو تسلیم نہ کرے۔

خدا کی طرف سے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ جو بھی ولایت علیؑ کو قبول کرے گا وہ میری نعمتوں کا مستحق ہے۔

اے لوگو! ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ''۔

حضرت علیؑ اور ان کی معصوم اولاد قرآن سے جدا نہیں ہوسکتے اور جان لو کہ امیر المومنین کا لقب علی کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

پھر امام علیؑ کے دست مبارک کو بلند کیا اور فرمایا: اے لوگو! یہ علی میرا بھائی ہے، میری امت میں میرا وصی و خلیفہ ہے، یہی خدا کے حکم سے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ

کرے گا۔

اللھم وال من والاہ ''خدایا! تو اس کو اپنا دوست قرار دے جو علی کو اپنا ولی ودوست قرار دے''۔

اگر کوئی علی اور اس کی اولاد کو اپنا امام نہ مانے، اس کے تمام نیک اعمال نابود ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اے لوگو! ہر پیغمبر کی ذریت خود اس سے ہے اور میری ذریت علی کی نسل سے ہے۔ تمہارے درمیان دشمنان خدا موجود ہیں، جان لو کہ صرف با تقوا افراد ہی ان کی ولایت کو قبول کریں گے، میرے وجود میں نور خدا موجود ہے اور میرے بعد علی اور اس کے بعد اس کی ذریت میں امام مہدی (عج) تک یہ نور موجود رہے گا۔

میرے بعد وہی لوگ اپنے آپ کو امام کہلوائیں گے جو لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دیں گے، میں اور میرا خدا اس سے بیزار ہیں۔ جان لو کہ خود وہ، ان کے مددگار، پیروکار اور ان کے دوست جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے؛ ''**انھم و انصارھم و اتباعھم و اشیاعھم فی الدرک الاسفل من النار** ''۔(۱)

اے لوگو! میں نے امر امامت کو قیامت تک کے لئے اپنی نسل کا ورثہ قرار دیا ہے۔

فلیبلغ الحاضر الغائب و والد الولد الی یوم القیامۃ ''لہٰذا موجودہ افراد غائبین تک، اور ہر باپ قیامت تک آنے والی اپنی اولاد تک میرا یہ پیغام پہونچا دے؛

''**الا لعن اللہ الغاصبین والمغتصبین**''۔(۲)

۱۔ تفسیر برہان ج۲ ص۲۳۴

احتجاج طبرسی ج۱ ص۶۲

میں،علی اوران کی نسل سے بعد میں آنے والے ائمہ صراط مستقیم ہیں اوران کا گروہ خدا کا گروہ ہے۔

اے لوگو! جان لو کہ خاتم ائمہ حضرت مہدی (ع) ہیں جو قیام کریں گے اور ظالموں سے انتقام لیں گے، وہ تمام علوم کے وارث ہیں اور خداوند عالم اس کے وسیلہ سے تمام کاموں کو ترقی دے گا اوران کے بعد کوئی حجت خدا نہیں ہے۔

اے لوگو! میرے خطبہ کے تمام ہونے کے بعد تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ علی کی بیعت کرو۔

جان لو کہ میں نے خدا کی بیعت کی اور علیؑ نے میری بیعت کی ہے اور امر خدا کے مطابق تم پران کی بیعت واجب ہے۔

آنحضرت نے مزید فرمایا:

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم سے حضرت علیؑ کے لئے اور علیؑ کے بعد حضرت مہدی (ع) تک تمام ائمہ کے لئے بیعت لوں، اے لوگو! علی، حسن و حسین اور تمام ائمہ علیہم السلام کی بیعت کرو۔

''معاشر الناس قولوا ما یرضی الله به عنکم من القول فان تکفروا انتم و من فی الارض جمیعا ....فلن یضر الله شیئا''۔(۱)

۱۔احتجاج طبرسی ج ۱ص ۶۲

خلاصہ

رسول خداؐ نے غدیر میں امیر المومنینؑ ، امام حسنؑ و حسینؑ اور ان کی معصوم اولاد بالخصوص امام زمانہ (عج) کے لئے زبانی و عملی بیعت لی اور فرمایا: جو بھی ان کی ولایت کا انکار کرے گا، اس کے گناہوں کی بخشش نہیں ہوگی چاہے وہ جتنی توبہ کرے اور اس امر میں شک وتردید کرنے والا جہنمی ہے ۔آپ نے فرمایا: امر ولایت کی تبلیغ ہر ایک پر واجب ہے، حاضرین غائبین تک اور ہر باپ اپنی اولاد تک یہ پیغام پہونچا دے۔فرمایا: جو بھی میرے بعد علی کی جگہ کسی اور کو خلیفہ مقرر کرے، وہ خود، اس کے دوست اور اس کے پیروکار جہنم کے سب سے نیچے طبقہ میں جگہ پائیں گے۔

سوالات

۱۔کیا پیغمبر نے خطبہ غدیر میں صرف حضرت امام علیؑ کے لئے بیعت لی؟ توضیح دیں۔
۲۔امام علیؑ کی ولایت قبول نہ کرنے والوں کے ساتھ قیامت کے دن کیا کیا جائے گا؟
۳۔نبوت اور امیر المومنین کی ولایت میں شک کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟
۴۔خطبہ غدیر کی روشنی میں امام علیؑ کی فضیلتوں میں سے چار فضیلت بیان کریں۔

منابع تحقیق: الغدیر ج ۱ ص ۱۴۵؛ احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۶۵؛ الاقبال، سید بن طاؤس ص ۴۵۴؛ خطبہ کے بعض مطالب مسند احمد بن حنبل، مسند ترمذی، سنن نسائی، تاریخ بغداد اور تفسیر طبری وغیرہ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

پندرہواں سبق

امامت کا دوام ''غدیر سے ظہور تک''

غدیرخم میں ۱۸/ذی الحجہ کے دن رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو خدا کی جانب سے معین کیا اور ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں غدیر سے لے کر ظہور (امام زمانہ عج) تک ایک لکیر کھینچ دی اور مسلمانوں سے یہی چاہا کہ وہ اسی راہِ مستقیم پر گامزن رہیں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: **معاشر الناس فاتقوا الله و بایعوا علیا امیر المومنین و الحسن و الحسین و الائمة کلمة طیبة باقیة** ''اے لوگو! خدا سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو اور امیر المومنین کے عنوان سے علیؑ کی بیعت کرو، امام حسن، امام حسین اور دیگر ائمہ اطہارؑ کی بیعت کرو جو کہ خدا کا پاک کلام ہیں''۔

پھر بیعت کرنے والے اور بیعت نہ کرنے والے، دونوں گروہوں کا انجام بیان فرمایا: ... **یهلک الله من غدر و یرحم الله من وفیٰ فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسه** (۱) ''جو شخص اس بیعت میں دھوکہ دھڑی سے کام لے اور خیانت کو اپنا پیشہ بنائے خداوند عالم اسے نابود کرے اور جو اپنے وعدے پر قائم رہے رحمتِ الٰہی اس کے

۱۔ احتجاج طبرسی: ج۱، ص۶۶

شامل حال ہو"۔

خطبۂ غدیر میں مہدویت کا تفصیلی بیان

رسول خداؐ نے خطبۂ غدیر میں دو اماموں کے نام تفصیل اور خصوصی اوصاف کے ساتھ بیان فرمائے ہیں:

۱۔سید الاوصیاء امیر المومنین علیؑ؛ ۲۔خاتم الاوصیاء حضرت مہدی (عج)

رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کی بے نظیر شخصیت کو بلا فصل خلیفہ اور جانشین کے عنوان سے پہچنوایا اور دوسری جانب سے اس سلسلہ کو مہدی آخر الزماں (عج) سے متصل فرمایا:

"... معاشر الناس انی نبی و علی وصیی الا ان خاتم الأئمة منا القائم المهدی الا انه الظاهر علی الدین الا انه المنتقم من الظالمین الا انه فاتح الحصون و هادمها الا انه قاتل کل قبیلة من اهل الشرک الا انه مدرک بکل ثار لأولیاء الله الا انه الناصر لدین الله الا انه الغراف فی بحر عمیق الا انه یسم کل ذی فضل بفضله و کل ذی جهل بجهله ألا انه خیرة الله و مختاره ألا انه وارث کل علم و المحیط به، ألا انه المخبر عن ربه عز وجل و المنبه بأمر ایمانه ألا انه الرشید السدید ألا انه المفوض الیه ألا انه قد بشر به من سلف بین یدیه ألا انه الباقی حجةً و لا حجةً بعده و لا حقّ الا معه و لا نور الا عنده ألا غالب له و لا منصور علیه ألاو انه ولی الله فی ارضه و حکمه فی خلقه و امینه فی سرّه و علانیته"۔(۱)

الاحتجاج علیٰ اھل اللجاج: طبرسی، ج۱، ص۶۳

اے لوگو! میں خدا کا پیغمبر ہوں اور علی میرے وصی ہیں۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ میرے خاندان سے آخری امام ''قائم مہدیؑ'' ہوگا۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ، وہ ظالموں سے انتقام لینے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ اور جان لو کہ وہی بھاری بھاری دروازے کھولنے والا اور قلعوں کا فتح کرنے والا ہے!۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی تمام مشرکین کو نابود کرنے والا ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی اولیاء خدا کے خون ناحق کا منتقم ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی دین خدا کا مددگار ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی دریائے علوم و معارف میں تیرتے ہوئے سفینہ کا ناخدا ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی ہر باوقار شخصیت کی برتری کا باعث اور نادانوں کی نادانیوں کو رونما کرنے والا ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی خداوند عالم کا منتخب شدہ ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی تمام علوم و معارف کا وارث اور دائرۂ علوم پر محیط ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہ خدائی خبریں دینے والا اور اس تک پہنچنے والا مراتب ایمان کا سرچشمہ ہے اور وہی رشید ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ دینی و دنیاوی تمام امور اسی کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ گزشتہ (اولیاء الٰہی) نے اس کے ظہور کی بشارت دی ہے۔

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہی خدا کی آخری اور محکم حجت ہے اور اس کے بعد کوئی

حجت خدانہیں ہے، وہی مطاف نورِالٰہی ہےاوروہی کعبۂ روشنائی ہے۔

جان لواور آگاہ ہوجاؤ کہ وہی سب پر غالب آنے والا ہےاورکوئی بھی اس پر فتح حاصل نہیں کرسکتا۔

جان لواور آگاہ ہوجاؤ کہ وہی خدا کے بچھائے ہوئے فرشِ خاکی پراس کا ولی، وہی حاکم اورخدا کارازداروامین ہے''۔

پھر پیغمبرالٰہی نے اپنے فصیح وبلیغ خطبہ کے آخری مراحل میں مسئلۂ مہدویت کی جانب اشارہ کیا اور مسلمانوں کو دوباہ متوجہ کیا کہ اسی راستہ پر گامزن رہیں جومہدویت تک پہنچاتا ہے: **فأمرت ان اخذ البیعة منکم و الصفقة لکم بقبول ما جئت به عن الله عز و جل فی علی امیر المومنین و الأئمة من بعده الذین هم منی و منه أئمة قائمة منهم المهدی الیٰ یوم القیامة الذی یقضی بالحق ...** ''جان لوکہ مجھےاس بات کاحکم دیا گیا ہے کہ تم سے بیعت لوں اور جن ہاتھوں سےتم بیعت کررہے ہو ان کواتنا زیادہ فشاردوں کہ حکم خداوندی کے تحت امیرالمومنین علی اوران کے بعدمیری نسل سے آنے والے فرزندان علی کی بیعت کوقبول کرو، وہی ائمہ اطہارجن کا قائم ''مہدی'' ہوگا اوراس کی حکومت قیام قیامت تک عادلانہ حکومت برقراررکھےگی''۔

...معاشر الناس القرآن یعرفکم ان الأئمة من بعده ولده و عرفتکم انه من و انا منه حیث یقول الله فی کتابه و جعلها کلمة باقیة فی عقبه، و قلت لن تضلوا ما ان تمسکتم بهما ''اےلوگو! قرآن نے علیؑ کے بعد آنے والے رہبرانِ دین کوبھی پہچنوایا ہے، میں نے بھی تمہیں ان کی معرفت کرائی ہے کہ میں ان سے اوروہ مجھ سے ہیں اورخدا نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ''اورخدا نے ان کی نسل میں

امامت کومحکم و پائیدار کلام قرار دیا ہے‘‘ میں نے بھی تم سے کہا ہے کہ اگر ان کے دامن میں پناہ گزیں ہو جاؤ تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے‘‘۔

معاشر الناس انکم اکثر من ان تصافقونی بکف واحدة و قد امرنی اللہ عز و جل ان اخذ من ألسنتکم الاقرار بما عقدت لعلی من امرة المومنین و من جآء بعده من الأئمة منی و منه علی ما اعلمتکم ان ذریتی من صلبه فقولوا بأجمعکم انا سامعون مطیعون راضون منقادون لما بلغت عن ربنا و ربک فی امر علی و امر ولده من صلبه من الأئمة نبایعک علیٰ ذالک بقلوبنا و انفسنا و ألستنا و ایدینا علیٰ ذالک نحیاونموت و لا نغیر و لا نبدل ولا نشک و لا نرتاب و لا نرجع عن عهد و لا ننقض المیثاق نطیع الله و نطیعک و علیا امیر المومنین و ولده الأئمة الذین ذکرتهم من ذریتک من صلبه بعد الحسن و الحسین و قولوا اطعنا الله بذالک و ایاک و علیا و الحسن و الحسین و الأئمة الذین ذکرت عهدا و میثاقا...‘‘۔(۱)

’’اے لوگو! تمہاری تعداد اتنی زیادہ ہے کہ تم سب ایک ساتھ بیعت نہیں کر سکتے، خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری زبانوں سے بیعت لوں؛ لہٰذا تم اپنی زبان سے علی اور اولاد علی کی بیعت کا اقرار کرو، تم سب ایک زبان ہو کر کہو: ’’ہم نے وہ سب سنا جو آپ نے علی و اولاد علی کے متعلق حکم خداوندی بیان فرمایا ہے اور ہم سب اس بات پر راضی ہیں اور ان کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اب ہم سب اپنے دل و جان اور زبان سے آپ کی

الاحتجاج علی اہل اللجاج: طبرسی، ج۱، ص۶۶؛ خطبۂ غدیر کے اختتامی کلمات

بیعت کرتے ہیں کہ اسی اعتقاد کے ساتھ زندگی گزاریں اور اسی عقیدہ بر جاں بحق ہوجائیں اور جب تک ہمیں دو من مٹی کے نیچے دفن نہ کردیا جائے تب تک اسی عقیدہ پر قائم و دائم رہیں اور اس عقیدہ میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے، ہم اپنے اس عقیدہ میں شک وتردید کا شکار بھی نہیں ہوں گے۔ ہم اس وعدہ پر قائم رہیں گے اور آپ ہماری جانب سے کسی قسم کی وعدہ خلافی نہیں دیکھیں گے؛ ہم آپ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ہمیشہ خدا، اس کے رسول، علی اور علی کی نسل سے آنے والے تمام ائمہ اطہارؑ کی اطاعت کریں گے، جس میں حسن و حسین کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں''۔ اسی طرح تم لوگ یہ بھی کہو: ''ہم اس امر میں آپ کی، خدا کی، علی کی، حسن و حسین کی اور جو ائمہ اطہارؑ ان کی نسل سے آئیں گے؛ سب کی اطاعت کریں گے''۔

حقانیت تشیع کے اثبات میں مہدویت سے استدلال

۱۔ تمام ادیان و مذاہب کے درمیان صرف مکتب اہل بیتؑ میں منجیِ بشریت کا عقیدہ سب سے کامل پایا جاتا ہے، اس عقیدہ کا کمال ہی مذہب تشیع کی حقانیت کو ثابت کرتا ہے۔

۲۔ رسول خداؐ کی جانب سے پہلے خلیفہ (امام علیؑ) کے تعین کے وقت ہی بارہویں خلیفہ (امام مہدیؑ) کا تذکرہ حدیث اثنا عشر پر تاکید کرتا ہے۔(۱)

۱۔ رسول خداؐ نے فرمایا: **الائمة بعدی اثنا عشر اولهم علی ابن ابی طالب و آخرهم القائم فهم خلفائی و اوصیائی و اولیائی و حجج الله علیٰ امتی بعدی المقر بهم مومن و المنکر لهم کافر** ''میرے بعد بارہ امام ہوں گے، جن میں سے پہلے امام علی اور آخری قائم ہونگے، وہی میرے وصی، ولی، میرے خلیفہ اور میری امت پر حجت خدا ہوں گے، جو ان کی امامت کا اقرار کرے گا وہ مومن اور جو انکار کرے گا وہ کافر ہے''۔ (من لایحضرہ الفقیہ: ج۴، ص۱۸۰)

۳۔ پہلے سے لے کرآخری وصی رسولؐ تک کا اقرار مکتب اہل بیتؑ کی اہم ضرورت ہے،ان میں سے کسی ایک امامؑ کا انکار دیگر ائمہ اطہارؑ سے انکار کے مترادف ہے اور ان سے انکار، رسول خداؐ کا انکار ہے۔اس تناظر میں بارہ اماموں کے مذہب کے علاوہ تمام مذاہب باطل ثابت ہوتے ہیں۔

۴۔حضرت ولی عصرؑ کا تذکرہ اوران کی یاد،عیدغدیراور بیعت امیرالمومنین علیؑ کی یاد کی مانند ہے۔

۵۔امام مہدیؑ کی پیروی دیگرتمام ائمہ اطہارؑ،رسول خداؐاور خود خدا کی پیروی ہے، جیسا کہ خطبۂ غدیر کے آخر میں آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا:**معاشر الناس من یطع الله و رسولہ و علیا و الأئمة الذین ذکرتموھم فقد فاز فوزا عظیما**''اےلوگو! جو خدا،رسول اور مذکورہ ائمہ اطہارؑ کی پیروی کرے،عظیم کامیابی اس کے قدم چومے گی''۔(۱)

اور یہ آیۂ اولی الامر کی تفسیر ہے،ارشادہوتا ہے:﴿**یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡا الرَّسُوۡلَ وَ اُوۡلِیۡ الاَمۡرِ مِنۡکُمۡ**﴾(۲)''اے صاحبان ایمان!خدا کی اطاعت کرو،رسول کی اطاعت کرواوران صاحبان امر کی اطاعت کرو''۔

۶۔رسول خداؐ نے اس آیت﴿**وَ جَعَلَھَا کَلِمَةً بَاقِیَةً فِیۡ عَقِبِہٖ**﴾(۳) کے ذریعہ یہ ثابت کیاہے کہ امامت ایک الٰہی عہدہ ہے،اوراس آیت میں لفظ''عَقِبِہٖ'' اس

۱۔الاحتجاج علی اہل اللجاج:طبرسی،ج۱،ص۶۶

۲۔سورۂ نساء/۵۹

۳۔سورۂ زخرف/۲۸

بات کی عکاسی کرتا ہے کہ امامت کا تسلسل خود پیغمبر اسلامؐ کی ذریت پاک میں ہوگا، اسی طرح جملہ ﴿كَلِمَةً بَاقِيَةً﴾ ''حتی یرد علی الحوض '' کی مانند استقرار واستحکام پر دلالت کرتا ہے۔

سوالات

ا۔رسول خداؐ نے خطبۂ غدیر میں کس امام کا مفصل ذکر فرمایا اور کیوں؟

۲۔خطبۂ غدیر میں امام زمانہؑ کی پانچ خصوصیتیں کیا بیان ہوئی ہیں؟

۳۔قرآن کریم نے کن الفاظ کے ساتھ بارہ اماموں کا تذکرہ کیا ہے؟

۴۔رسول خداؐ نے غدیر کے روز بارہ اماموں کی بیعت کیوں لی اور اس پر اتنی زیادہ تاکید کیوں فرمائی؟

۵۔امامت کا خدائی عہدہ ہونا، اس کا رسول اسلامؐ کی نسل میں رہنا اور اس کا قیامت تک استقرار کن کن جملوں سے ثابت ہوتا ہے؟

سولھواں سبق

امیر المومنینؑ کی ظاہری خلافت کا آغاز

عید ادیان اور بعض آداب غدیر

مرضی الٰہی یہی تھی کہ امام علیؑ کی ۲۵ ؍سال خانہ نشینی اور قتل عثمان کے بعد غدیر ہی کے دن لوگ امام علیؑ کے گھر کے ارد گرد جمع ہوں اور ان سے اصرار کریں کہ خلافت کا عہدہ سنبھالیں۔ امام علیؑ نے اس دور خانہ نشینی کو اس طرح تعبیر کیا ہے: **صبرت و فی العین قذا و فی الحلق شجی** ''میں نے اس حال میں صبر کیا کہ میری آنکھوں میں خار اور میرے حلق میں ہڈی تھی''۔ (۱) یعنی اس دور کا ایک ایک لمحہ میرے لئے بہت ہی اذیت ناک و تکلیف دہ تھا۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ معصوم غلو نہیں کرتے بلکہ مطابق واقع گفتگو کرتے ہیں۔

روایات میں عید غدیر کو ''عید اللہ الاکبر'' (۲) یعنی سب سے بڑی عید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ تمام انبیا ۱۸؍ذی الحجہ کو اپنے وصی کی نشاندہی کرتے تھے،

۱۔ علل الشرائع ج ۱ ص ۱۵۱

۲۔ تہذیب الاحکام ج ۳ ص ۱۴۳

اس تاریخ کا انتخاب ایک امر الٰہی ہے لہذا عید غدیر صرف اسلامی عید نہیں ہے بلکہ ایک عالمی اور تمام ادیان کی عید ہے، سبھی کو اس موقع پر جشن کا اہتمام کرنا چاہئے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: عید غدیر میری امت کی سب سے بڑی عید ہے۔(۱)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند عالم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ انہوں نے اس روز عید منائی اور اس کی حرمت کا لحاظ رکھا۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: روز غدیر اہل بیت پیغمبرؐ کی عید ہے، جو بھی اس روز کو عید قرار دے خدا اس کی دولت وثروت میں برکت عطا کرے گا۔

جس دن پیغمبرؐ نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کو امام کی حیثیت سے منتخب فرمایا وہ عید نوروز کا دن تھا۔ اس روز حضرت موسیٰ نے ہارون کو شریک رسالت کے طور پر منتخب کیا۔(۲) اس دن حضرت عیسیٰ نے حضرت شمعون کی جانشینی کا اعلان کیا۔(۳) اس روز حضرت موسیٰ نے یوشع بن نون کو اپنا وصی معین کیا۔(۴)، حضرت سلیمان نے آصف بن برخیا کو اپنا وصی مقرر کیا۔(۵) حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی، اس روز حضرت ابراہیمؑ کے لئے نار نمرودی گلزار بنی، حضرت موسیٰ نے فرعون کے ساحروں پر کامیابی حاصل کی(۶) اور پیغمبرؐ نے اسی

۱۔ عوالم ج ۱۵ ص ۲۰۸

۲۔ وسائل الشیعہ ج ۱۰ ص ۴۴۶

۳۔ وسائل الشیعہ ج ۱۰ ص ۴۴۶

۴۔ مصادر الشیعہ ص ۴۱

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً

روز اپنے اصحاب کے درمیان عقد اخوت پڑھا۔

روز غدیر کے بعض آداب

۱۔عید غدیر کی نماز

۲۔غسل

۳۔روزہ

۴۔عقد اخوت

۵۔زیارت امیر المومنینؑ

۶۔تبریک وتہنیت

۷۔مومنین کو کھانا کھلانا

۸۔ہدیہ دینا

۹۔مومنین کے دیدار کو جانا

۱۰۔نیا لباس پہننا

۱۱۔محمد وآل محمد علیہم السلام پہ صلوات بھیجنا

اس روز اعمال عید غدیر میں ''نماز عید غدیر'' بھی ہے، اس دن اس نماز کا احیاء کرنا چاہئے اور مناسب ہے کہ جس طرح مومنین نماز عید فطر وعید قربان کو قائم کرتے ہیں اسی طرح نماز عید غدیر کو بھی قائم کریں۔غدیر کے دن مومنین کو کھانا کھلانے کی سنت بھی رائج کرنی چاہئے روایات میں ہے کہ جو اس دن ایک انسان کو کھانا کھلائے گویا اس نے تمام انبیاء اور اولیاء کو کھانا کھلایا ہے۔

چند نکات

ا۔اس کے باوجود کہ اکثر مسلمانوں نے غدیر کی بیعت کو پامال کیا ورامیرالمومنین کی پیروی سے روگردانی کی ،۲۵رسال بعد دوبارہ اسی دن خاضعانہ طریقہ سے امام کی بیعت کی۔﴿يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ ''کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونک سے نور خدا کو بجھادیں لیکن خداوندا پنے نور کو منزل مقصود تک پہونچا کر رہے گا چاہے کافروں کو یہ بات ناپسند ہو''۔(ا)

۲۔تمام انبیا نے روز غدیر اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی نشاندہی کی اور رسولؐ نے بھی فرمایا: حضرت علیؑ میرے لئے ویسے ہی ہیں جیسے ہارون موسی کے لئے تھے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امیر المومنین انبیا کے تمام محاسن وصفات کے حامل تھے ،لیکن انہیں پیغمبر کا خطاب نہیں دینا چاہئے کیوں کہ خاتمہ نبوت کے بعد پیغمبر کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔اگر عید غدیر خدا واہل بیت کے نزدیک برترین عید ہے تو مسلمانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ تمام عیدوں کی بہ نسبت عید غدیر پورے شوق وذوق سے منائیں اور اسے اہمیت دیں۔

۴۔ چونکہ قرآن واہل بیت ایک دوسرے سے جدانہیں ہو سکتے لہذا عید غدیر عید قرآن ہے؛''لن یفترقا''۔اور ماہ مبارک رمضان ولایت کی بہار بھی ہے۔

۵۔پیغمبر اکرمؐ نے اپنے زمانے میں ہی غدیر کے دن امام زمانہ (عج) کی امامت کے لئے لوگوں سے بیعت لی ،لہذا مناسب ہے کہ پیغمبرؐ کی سنت کے مطابق ہم بھی عید غدیر کے

ا۔سورۂ توبہ/۳۲

دن امام زمانہ (عج) کی اجتماعی طور پر بیعت کریں۔

۶۔پیغمبر اکرمؐ نے خطبہ غدیر میں متعدد مرتبہ حضرت علیؑ کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا اور ان کو مستحق لعنت قرار دیا،ہمیں بھی چاہئے کہ اس روز کو روز برائت قرار دیں اور اسے روز تولا وتبرا شمار کریں۔

خلاصہ

غدیر کے دن حضرت علیؑ کی واقعی خلافت کے لئے بیعت کی گئی اور لوگوں نے ۲۵؍ برسوں کے طویل عرصے کے بعد انتہائی اصرار کے ساتھ خلافت کو آپ کے سپرد کیا۔

یہ دن تمام انبیا کی عید کا دن ہے اور انبیا نے اس دن اپنے خلفاء کی نشاندہی کی ہے، مومنین کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ تمام عیدوں سے زیادہ جوش وولولہ کے ساتھ عید غدیر منائیں، اس دن ایک دوسرے کو ہدیہ دے کر، ایک دوسرے کی زیارت کے ذریعہ نیز دوسروں کو کھانا کھلا کر...اس دن کا احیاء کریں۔اس دن کو روز ولایت وامامت قرار دیں اور ہر حال میں دشمنوں سے برائت و بیزاری کا اظہار کریں۔

منابع تحقیق: تہذیب الاحکام ج ۳ص ۱۴۳؛ العدد القویہ ص ۱۶۶؛ مصباح کفعمی ج ۲ص ۶۶۱؛ بحار الانوار ج ۳۱ ص ۴۹۳؛ تاریخ الخلفاء ص ۱۶۲؛ مستدرک حاکم ج ۳ص ۱۹۶

سوالات

۱۔ ۲۵ سال کے بعد لوگوں نے کس روز خلافت، امیر المومنینؑ کے سپرد کی؟
۲۔ عیداللہ الاکبر کون سا روز ہے؟ اور اس دن کو یہ نام کیوں دیا گیا؟
۳۔ پیغمبروں نے کس روز اپنے اوصیاء کا تعارف کرایا؟ چار نمونے پیش کریں۔
۴۔ آداب غدیر میں سے چار کا نام بتائیں۔

سترہواں سبق

حدیث منزلت

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور جناب ہارون علیہما السلام کی داستان متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔خداوند عالم نے اس داستان کے ان تمام جوانب کو بیان کیا ہے جو درحقیقت امیر المومنین کے فضائل و مناقب سے مربوط ہیں، کیوں کہ پیغمبر نے حضرت موسیٰ کو خود سے اور جناب ہارون کو حضرت علی سے تشبیہ دی ہے، یہاں تک کہ ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں: قوم بنی اسرائیل میں جتنے واقعات رونما ہوئے وہ میری امت میں بھی رونما ہوں گے۔(۱)

ان میں ایک حضرت موسیٰ کی نظر میں جناب ہارون کا مرتبہ و مقام ہے جو حدیث منزلت کے عنوان سے معروف ہے۔

جن مقامات پر رسول خداؐ نے حدیث منزلت بیان کی ہے ان میں ایک موقع جنگ تبوک کا ہے؛ جب لشکر اسلام مدینہ سے تبوک کی طرف حرکت کر رہا تھا اور پیغمبرؐ نے حضرت علی کو بہ عنوان جانشین مدینہ میں معین کیا تو منافقین نے شور مچانا شروع کر دیا کہ پیغمبر علی کو

۱۔کمال الدین ج۲ص۵۷۶

دوست نہیں رکھتے، انہیں اپنے ہمراہ جنگ پر نہیں لے جا رہے ہیں۔

امام علیؑ رسول اکرمؐ کی خدمت میں پہونچے اور منافقین کی باتیں بیان کیں، آنحضرت نے فرمایا: اے علیؑ! تم میرے لئے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے۔(۱)

رسول خداؐ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: ''**فانه منی و انا منه و هو منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی**''۔(۲)

خطبہ غدیر میں بھی پیغمبر نے اس حدیث کی تکرار کرتے ہوئے اس طرح ارشاد فرمایا: ''**ان علی بن ابی طالب اخی و وصی و امام من بعدی الذی محله منی محل هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی و هو ولیکم من بعد الله و رسوله**''۔(۳)

حدیث منزلت کی روشنی میں عقائد تشیع کی حقانیت پر استدلال

امام علی و جناب ہارون علیہما السلام کی شباہتیں

۱۔مخالفین کی طرف سے انکار؛ حضرت موسیٰ کی ۴۰ روزہ غیر موجودگی میں لوگ دین سے منحرف ہوگئے اور بچھڑے کی پوجا کرنے لگے۔پیغمبرؐ کے بعد بھی سبھی مرتد ہوگئے سوائے چند لوگوں کے؛ ''**ارتد الناس الا ثلاثة**''۔(۴)

۲۔خلافت کے اوپر نص صریح؛ ﴿**قَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي**﴾۔(۵) حضرت موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کی جانشینی کا واضح اعلان کیا، رسول

۱۔اصول کافی ج۸ص۱۰۸
۲۔تفسیر عیاشی ج۱ص۳۳۲
۳۔احتجاج طبرسی ج۲ص۶۲
۴۔بحارالانوار ج۶۴ص۱۶۵
۵۔سورۂ اعراف/۱۴۲

خداؐ نے بھی غدیرخم میں اپنے بھائی حضرت علیؑ کی خلافت وجانشینی کا واضح اعلان فرمایا؛''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ''۔

۳۔جناب ہارون حضرت موسیٰ کے وزیر ہیں؛﴿وَاجْعَلْ لِی وَزِیرًا مِنْ أَهْلِی ☆ هَارُونَ أَخِی ﴾۔(۱) حضرت علیؑ بھی وزارت کے عہدے پر فائز ہیں،اوروزیر اسے کہا جاتا ہے جو امیر یا بادشاہ کی غیر حاضری میں اس کی تمام ذمہ داریوں کو انجام دے۔

۴۔ہارون جناب موسیٰ کے بھائی ہیں؛﴿ هَارُونَ أَخِی ﴾۔رسول خداؐ نے بھی عقد اخوت کے دوران اپنے اور حضرت علیؑ کے درمیان عقد برادری جاری کرتے ہوئے فرمایا:یا علیؑ!انت اخی فی الدنیا والآخرۃ''اے علیؑ!تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو''۔(۲)

۵۔اس روایت کے پیش نظر پیغمبرؐ کی تمام خصوصیات حضرت علیؑ کے لئے ثابت ہیں سوائے نبوت کے،لہٰذا جس طرح پیغمبر معصوم ہیں(ہارون بھی معصوم تھے)اسی طرح حضرت امیرالمومنینؑ بھی مقام عصمت پر فائز ہیں۔

۶۔روایت کے آغاز میں پیغمبر نے فرمایا:''انہ منی و انا منہ''یہ اسی آیہ مباہلہ میں لفظ'' انفسنا'' کی تفسیر ہے یعنی دو مقدس وجود ہیں لیکن گو ہر ایک ہی ہے۔''انہ منی و انا منہ''(۳) کی عبارت''اناو علی من شجر واحد''(۴) کے معنی میں ہے۔

۷۔جس طرح جناب ہارون نے فرمایا:﴿إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِی وَکَادُوا یَقْتُلُونَنِی﴾۔(۵) حضرت علیؑ بھی واقعہ سقیفہ کے بعد اپنی طرف منسوب کرکے اسی آیت

۱۔سورۂ طہٰ/۳۰
۲۔کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ ج۱ص۳۸۴
۳۔اصول کافی ج۱ص۲۷۰
۴۔عیون اخبار الرضاج۲ص۶۳
۵۔سورۂ اعراف/۱۵۰؛ترجمہ:بے شک اس قوم نے مجھے ضعیف اور کمزور کردیا تھا نزدیک تھا کہ مجھے قتل کردیں۔

کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

۸۔جس طرح ہارون نے حضرت موسیٰ کے تازہ دین کی حفاظت اور بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے خاتمہ کے لئے تلوار نہیں اٹھائی اور فرمایا: ﴿**انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل و لم ترقب قولی**﴾۔(۱) حضرت علیؑ نے بھی امت اسلام کی بنیاد کو اختلاف سے بچانے کے لئے شمشیر نہیں اٹھائی۔

۹۔جس طرح جناب ہارون فرماتے تھے: ﴿**فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي**﴾ ''میرا اتباع کرو اور میرے امر کی اطاعت کرو''۔(۲) جب حق خلافت غصب کیا گیا تو حضرت علیؑ نے بھی فرمایا: میری اطاعت کرو میری مدد کرو۔ یہاں تک کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور امام حسن و حسین نے مہاجرین و انصار کے گھر جا کر مدد طلب کی۔

۱۰۔جس طرح حضرت موسیٰ نے ہارون سے فرمایا: ﴿**وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ**﴾ ''اصلاح کرو اور فاسدوں کے راستے کا اتباع نہ کرو''۔(۳) چھ افراد پر مشتمل شوریٰ حضرت علیؑ کے سامنے شرط رکھی گئی کہ خدا اور رسولؐ کے دستور اور گذشتہ دو خلفاء کی روش کے مطابق حکومت کیجئے، اس وقت فرمایا: خدا و رسولؐ کے دستور اور اپنے اجتہاد پر عمل کروں گا اور مفسدین کی بیعت قبول نہ کروں گا۔

۱۱۔جس طرح ہارونؑ کے زمانے میں لوگوں کو گوسالہ پرستی کے ذریعہ آزمایا گیا، اسی طرح حضرت علیؑ کے سامنے میں بھی لوگوں کی آزمائش ہوئی، روایت میں ہے: **انہ سامری ھذہ الامۃ و ان صاحبھا عجلھا**۔(۴)

۱۔سورۂ طہ/۹۴ — ۲۔سورۂ طہ/۹۰
۳۔سورۂ اعراف/۱۴۲ — ۴۔احتجاج طبرسی ج۱ص۱۷۲

۱۲۔رسول خداؐ کی حدیث ہے: علی بن ابی طالبؑ مقام و مرتبہ میں ہارون کے مانند ہیں لہٰذا علیؑ سے جنگ تمام انبیاء سے جنگ وقتال کے مترادف ہے۔

۱۳۔جس طرح ایک دل میں جناب ہارون کی محبت کے ساتھ سامری کے بچھڑے کی محبت جمع نہیں ہوسکتی، اسی طرح حضرت علیؑ اوران کے دشمنوں کی محبت بھی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔

۱۴۔جس طرح ہارونؑ کو چھوڑ کر بچھڑے کی پرستش کرنا کفر و ارتداد ہے اسی طرح حضرت علیؑ سے روگردانی بھی کفر وارتداد ہے؛ (اگر چہ ظاہری طور سے رسول خداؐ کو قبول کرتا ہو)۔

۱۵۔جس طرح حضرت ہارونؑ سے رخ پھیر کر بچھڑے کی پوجا کرنے والوں پر خدا کا قہروغضب نازل ہوا، دنیا ہی میں ذلت وخواری کا منھ دیکھنا پڑا؛ ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾۔(۱) اسی طرح جن لوگوں نے حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا ان کا انجام بھی یہی ہوگا۔

۱۶۔حضرت ہارونؑ کے تین بیٹے تھے: شبر، شُبیر، شبیر۔ حضرت علی کے بھی تین بیٹے تھے: حسن وحسین اور محسن علیہم السلام۔

۱۷۔ہارونؑ کی موجودگی میں سامری کی پیروی توحید پرستی کے حدود سے خارج کر دیتا ہے، حضرت علیؑ کی موجودگی میں بھی دوسروں کی پیروی دائرہ خدا پرستی سے خروج کا باعث ہے۔

۱۸۔حکیم کی نظر میں مفضول کا فاضل پہ مقدم کرنا قبیح ہے، حضرت موسیٰ کی موجودگی

....

۱۔سورۂ اعراف/۱۵۲

میں ہارون کا انتخاب موسیٰ کے بعد ہارونؑ کی افضلیت کی علامت ہے، ورنہ معصوم نبی اسے فاضل پہ مقدم نہیں کرتے، حدیث منزلت دلیل ہے کہ پیغمبرؐ کے بعد حضرت علیؑ افضل بشر ہیں۔

۱۹۔ جس طرح حضرت موسیٰ کے امر نبوت میں ہارون کی شرکت اوران کا انتخاب خدا کی طرف سے ہے، اسی طرح امیر المومنینؑ کا انتخاب بھی امر الٰہی کے تحت ہے۔

۲۰۔ آیۂ مبارکہ میں جملہ: ﴿وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي﴾ ''میرے امر میں اسے شریک قرار دے''۔(۱) اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہارون جناب موسیٰ کی رسالت میں ان کے شریک ہیں اسی طرح حدیث منزلت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ امیر المومنین رسول کی رسالت میں شریک ہیں۔

خلاصہ

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ و ہارونؑ کی داستان کو متعدد جگہوں پر بیان کیا گیا ہے جو در حقیقت مقام امیر المومنین کو بیان کرتی ہے ۔فریقین کے یہاں متفق علیہ روایت حدیث منزلت کے ذریعہ پیغمبر نے سوائے پیغمبری کے ہارون کے تمام مقام ومرتبہ کوامام علیؑ کے لئے ثابت کیا، جن میں مقام خلافت، وزارت، اخوت اوروصایت شامل ہیں۔

سوالات

۱۔ حدیث منزلت کیا ہے؟ روایت کی مکمل طور پر وضاحت کریں۔
۲۔ جن لوگوں نے ہارون کی پیروی نہیں کی ان کا انجام کیا ہوا؟
۳۔ حضرت علیؑ اور جناب ہارونؑ کی چار شباہتوں کو بیان کیجئے۔

۱۔ سورۂ طہ/۳۲

اٹھارہواں سبق

دشمن غدیر پر خدا کا عذاب

﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾۔(۱)

میدان غدیر میں پیغمبر اکرمؐ نے لوگوں سے بیعت لینے کے بعد دوبارہ امیر المومنینؑ کے فضائل ومناقب کو بیان کرنا شروع کیا جسے سن کر بعض منافقین بھڑک اٹھے، حارث بن نعمان فہری نامی شخص نے تو پیغمبر اکرمؐ کے سامنے اکڑنا شروع کردیا اور کہا: جب آپ خود اللہ کے رسول ہوگئے، علی آپ کے جانشین ہوگئے، آپ کی بیٹی فاطمہ دنیا کی بہترین عورت ہوگئیں، حسن وحسین (علیہم السلام) اہل قریش کے جوانوں کے سردار ہوگئے تو پھر قریش کے لئے کیا رہ گیا؟

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یہ سب خدا کے حکم سے ہوا ہے میری خواہش سے نہیں۔

حارث نے دوبارہ کہنا شروع کیا: آپ نے کہا کہ ''**لاالـــه الاالـلــه**'' کہو، ہم نے کہا، ہم سے اپنی نبوت کا اقرار لیا، ہم نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا: نماز، روزہ، حج اور زکات بجالاؤ، ہم نے وہ سب کیا، لیکن آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اب اپنے چچا کے

....

۱۔سورہ معارج ۱/

بیٹے (علی) کو ہمارے سروں پر مسلط کرر ہے ہیں؟ یہ خود آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی جانب سے۔

اگر چہ یہ حکم رسول خداؐ کی طرف سے بھی ہوتا تو کوئی مشکل نہیں تھی کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿ومابنطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی﴾۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔ حارث نے کچھ کفر آمیز باتیں کہیں، نبیؐ نے اسے اللہ سے ڈرایا اور توبہ کی دعوت دی، لیکن حارث نے اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھایا اور کہا: یا اللہ! اگر محمد سچ کہہ رہے ہیں تو مجھ پر پتھر نازل کر دے اور اگر (معاذ اللہ) محمد جھوٹ کہہ رہے ہیں تو ان پر عذاب نازل کر۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس سے کہا: یا توبہ کر لے یا میرے پاس سے چلا جا۔

اس نے جواب دیا: ایک تیسرا راستہ بھی ہے کہ آپ خلافت میں قریش کے لئے ایک حصہ قرار دے دیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے جواب دیا: یہ کام ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

حارث نے بھی کہا: میں توبہ تو نہیں کر سکتا ہوں، ہاں آپ کے پاس سے چلا جاتا ہوں۔ حارث اٹھا اور چلا گیا، جیسے ہی حارث پیغمبرؐ سے دور ہوا، ایک پرندہ آسمان میں ظاہر ہوا اور اس نے ایک سنگریزہ حارث پر پھینکا، سنگریزہ حارث کے سر پر گرا اور نیچے سے خارج ہو گیا اور ایک بجلی چمکی جس نے حارث کے بدن کو جلا دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حارث جب تک پیغمبرؐ کے پاس تھا عذاب نازل نہیں ہوا، چونکہ اللہ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ﴾ ''یعنی پیغمبر اکرمؐ کا

وجودمبارک عذاب کونازل نہیں ہونے دیتا''۔(۱)

آیۂ کریمہ سے شیعی عقائد کی حقانیت پر استدلال

۱۔اس واقعہ میں یہ بات واضح طور سے بیان کی گئی ہے کہ''امامت''ایک ایسا منصب ہے جوخداوندعالم کی طرف سے ہے،جس میں لوگوں کو بلکہ رسول اکرم کوبھی کوئی اختیارنہیں ہے۔

۲۔رسول اکرمؐ اوراہل بیت کرام (علیہم السلام) کا وجودعذاب الٰہی میں مانع ہوتا ہے، جوشخص بھی ان ذوات مقدسہ سے متصل ہوجائے عذاب الٰہی سے محفوظ ہوجائے گا پیغمبرؐ نے فرمایا:مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجیٰ ومن تخلف عنها غرق ''ہمارے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جواس پرسوارہوگیاوہ نجات پاگیااورجس نے مخالفت کی (اورسوارنہ ہوا) وہ غرق اور ہلاک ہوگیا''۔

۳۔جس نے بھی امیرالمومنینؑ کی ولایت کوقبول نہیں کیا گویااس نے پیغمبراکرمؐ کے قول کی حقانیت اورصداقت کوقبول نہیں کیااور پیغمبراکرمؐ کامنکرکافرہے؛﴿ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴾۔(۲)

۴۔حارث کا تقاضا ایک طرح سے مباہلہ ہی تھااوراللہ نے جس طرح سے آیہ مباہلہ میں پیغمبرؐ اوراہل بیتؑ کی حقانیت کوثابت کیا یہاں پربھی پیغمبرؐ کی حقانیت اورصداقت کو ثابت کیا۔

۱۔سورہ انفال آ/۳۳

۲۔سورہ معارج ۲/

۵۔واقعہ غدیر اتنی اہمیت کا حامل تھا کہ بعض لوگوں کے لئے عظیم معجزے کی ضرورت ہوئی اور یہ معجزہ ابرہہ کے لشکر والے معجزے کے مانند وقوع پذیر ہوا اور لوگوں کے درمیان مشہور ہو گیا۔

۶۔ یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ اصحاب کے درمیان منافقین بھی تھے لہٰذا تمام صحابہ عادل نہیں ہیں۔

۷۔ یہ نعمان بن حارث کا ماجرا اور صحابہ کا اعتراض کرنا ،خطبہ غدیر کے اس جملہ کی حقانیت کو ثابت کرر ہا ہے جس میں نبیؐ نے فرمایا: ''میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے درمیان مومنین کم اور منافقین زیادہ ہیں ۔ نیز اس جملے سے ایک روایت کی تفہیم بھی آسان ہوگئی جس میں کہا گیا ہے: **ارتد الناس بعد رسول الله الا ثلاثه او سبعة** ''رسول کے بعد سوائے تین یا سات افراد کے سب کے سب مرتد ہو گئے''۔

۸۔آیہ مباہلہ کے مطابق حضرت علیؑ کا انکار پیغمبرؐ کے انکار کے متراف ہے،اس لئے کہ حضرت کو نفس رسول کہا گیا ہے اس لئے واقعہ میں حارث منکر پیغمبرؐ تھا۔

۹۔قرآن کا فرمان ہے: ﴿**وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا**﴾ ''پیغمبرؐ جس چیز کا تمہیں حکم دیں اس پرعمل کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے پرہیز کرو''۔(۱)

اس آیت میں کلمہ ''**خذوه**'' امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے یعنی واجب ہے (کہ امر نبوی پر عمل کریں) بعض افراد کا دعویٰ ہے کہ وہی فرمان نبی اور سنت پر عمل کرتے

۱۔سورہ حشر ۷

ہیں اور خود کو ''سنی'' کہتے ہیں، جبکہ بعد پیغمبر جس گروہ نے فرمان نبی کی اطاعت کی وہ شیعہ ہی تھے۔

۱۰۔خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنْ الْهَوَى ☆إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ ''یعنی اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے، اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے''۔(۱) لیکن منافقین پیغمبر اکرم کی حیات کے آخری دنوں تک یہی سوال کرتے نظر آئے کہ یہ مطلب اللہ کی جانب سے ہے یا خود آپ کی طرف سے۔ ایسا سوال کرنے والوں میں عمر بن خطاب بھی ہیں جنھوں نے سوال کیا: **یا رسول الله هذا من الله او من رسوله**۔(۲)

۱۱۔جس نے علی ابن ابی طالبؑ کا انکار کیا گویا اس نے پیغمبرؐ کا انکار کیا اور جس نے پیغمبرؐ کا انکار کیا گویا اس نے خداوند متعال کا انکار کیا۔

۱۲۔جو شخص علی بن ابی طالب کی ولایت سے خارج ہو گیا وہ اللہ کی ولایت سے خارج ہو گیا کیونکہ ارشاد ہے: **ولاية علی ولاية الله**۔

۱۳۔حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **ولاية علی بن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنیی امن من عذابی** ''علیؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ ہمارے عذاب سے محفوظ ہو گیا''۔(۳)

حارث اللہ کے قلعہ (ولایت علیؑ) میں داخل نہیں ہوا اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گیا

۱۔سورہ، نجم/۳

۲۔توحید صدوق ص ۲۵

۳۔تفسیر قمی ج۱ ص ۱۷۴

(چھوٹی باتوں اور چھوٹے گناہوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا، لہٰذا یہ ولایت کا مسئلہ بہت ہی اہم اور ہدایت کے ارکان میں شمار ہوتا ہے)۔

خلاصہ

تمام لوگوں نے امیر المومنینؑ کی بیعت کر لی لیکن حارث نے علیؑ کی ولایت کو قبول نہیں کیا اور خداوند متعال سے عرض کیا: اگر یہ بات صحیح اور حق ہے تو مجھ پر عذاب نازل فرما۔ خدا نے اس پر عذاب نازل کر دیا تا کہ یہ مولائے کائنات کی حقانیت پر جاویدانہ معجزہ قرار پائے، اسی واقعہ کے بعد آیۂ عذاب واقع نازل ہوئی۔ اس واقعہ میں یہ بات واضح طور سے بیان ہوئی ہے کہ امامت ایک الٰہی منصب ہے اور فقط خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

سوالات

۱۔ ﴿سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾ یہ آیت کب نازل ہوئی، شان نزول قلمبند کریں؟
۲۔ حارث جب تک نبی کے پاس تھا اس وقت تک اس پر عذاب کیوں نہیں نازل ہوا؟
۳۔ امامت ایک الٰہی منصب ہے، آیت کے تناظر میں ثابت کریں؟
۴۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ عادل ہیں، اس کا جواب دیں۔

انیسواں سبق

واقعۂ ہرشا

غدیر خم کے واقعہ کو تین دن گزر چکے تھے، اب پیغمبر اکرمؐ مدینہ کی جانب دھیرے دھیرے بڑھ رہے تھے ،ادھران منافقین نے جو مدینہ میں پیغمبر اکرمؐ کے وجود مبارک کو اپنے لئے مضراور نقصان دہ سمجھ رہے تھے ،انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ پیغمبر اکرمؐ کو مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیں تا کہ امامت اور خلافت کے مسئلہ کو اپنی مرضی اور من مانی صورت میں تبدیل کر دیں اور اس کے اصلی مقصد سے منحرف کر دیں ۔لہٰذا وہ لوگ اسی ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے رات کی تاریکی میں ''ہرشا'' نامی پہاڑی میں گھات لگا کر بیٹھ گئے کیونکہ جہاں سے پیغمبر اکرمؐ کی سواری (اونٹ) کو گزرنا تھا وہاں پر ایک کھائی تھی، ان لوگوں نے نبیؐ کو اسی کھائی میں گرا کر قتل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا،ادھر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! چودہ (۱۴) افراد ہرشا کی پہاڑی میں گھات لگائے بیٹھے ہیں تا کہ آپ کی سواری کو بھڑکا کر کھائی میں گرا دیں۔ جناب عمار و حذیفہ ان کے طرف تلوار بدست بڑھے لیکن منافقین بھاگ کھڑے ہوئے اسی وقت بجلی چمکی اور حذیفہ نے تمام منافقین کا چہرہ دیکھ لیا۔اس واقعہ کے بعد سے جناب

حذیفہ کو ''منافق شناس (منافق کو پہچاننے والا)'' کہا جانے لگا لیکن پیغمبر اکرمؐ نے جناب حذیفہ کو ان افراد کے نام فاش کرنے سے منع کر دیا تھا۔(۱) کتنا کریم ہے ہمارا نبیؐ۔

یہ تھا واقعہ ہرشا کا اجمالی تعارف۔

واقعہ ہرشا سے شیعی عقائد کی حقانیت پر استدلال

۱۔اگر چہ خود امیر المومنینؑ حق و باطل کی پہچان کے لئے میزان و معیار ہیں مگر چونکہ جناب حذیفہ ''منافق شناس'' ہو گئے لہٰذا اب یہ دیکھنا ہے کہ سقیفہ کے بعد حذیفہ کس کے طرف دار رہتے ہیں، مولا علیؑ کے یا خلیفہ اول کے؟

۲۔خداوند متعال نے آیۂ غدیر میں فرمایا: ﴿**واللہ یعصمک من الناس**﴾(۲) ''اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا''۔اور ہرشا کی پہاڑی میں اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کی حفاظت فرمائی۔

۳۔بعض صحابہ نے پیغمبر اکرمؐ کو قتل کرنے کی سازش رچی (پلاننگ کی)، لہٰذا اب یہ کہنا کہ تمام صحابہ عادل تھے بالکل غلط ہے۔

۴۔وہ منافقین جو پیغمبر اکرمؐ کے قتل پر آمادہ تھے، ظاہر ہے وہ ذریت رسول کو بھی قتل کرنے سے ذرا بھی دریغ نہیں کریں گے۔

۵۔شیطان، حضرت آدم کی فضیلت کا منکر ہوا تو اسے رجیم کی سند ملی اور بارگاہ خداوندی سے دور ہو گیا اور جہنم کی آگ کا مستحق قرار پایا، چونکہ پیغمبر اکرمؐ اور حضرت امیر

۱۔تفسیر قمی ج۱ص۱۷۴

۲۔مائدہ/۶۷

المومنینؑ جناب آدم سے بھی برتر ہیں لہٰذا اب جو نبی وعلی کا منکر ہوگا وہ شیطان سے بھی پست اور بدتر ہوگا۔

۶۔امیرالمومنینؑ نے فرمایا: **تعرف الاشیاء باضدادها** ''چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں''۔لہٰذا اب پیغمبر اکرمؐ اور امیرالمومنینؑ جتنے بھی باکمال اور بافضیلت ہوں گے ان کے قتل کا ارادہ کرنے والا اتنا ہی پست، ذلیل اور گمراہ قرار پائے گا۔

۷۔خداوندمتعال کا فرمان ہے: ﴿**إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا**﴾ ''جس نے بھی پیغمبر اکرمؐ کو اذیت پہنچائی، اس پر دنیا وآخرت دونوں میں اللہ کی لعنت ہے (وہ اللہ کی رحمت سے دور ہے) اور جو پیغمبر اکرمؐ کے قتل کا ارادہ کرلیں وہ بھی لعنت کے مستحق ہیں''۔(۱)

۸۔خداوندمتعال فرماتا ہے: ﴿**وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا**﴾ ''اور جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کردے گا اس کی جزا جہنم ہے، اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کے لئے عذاب عظیم بھی مہیا کر رکھا ہے''۔(۲)

۹۔خلیفہ دوم نے اپنی حکومت کے دوران میں بارہا جناب حذیفہ سے پوچھا: کیا میں ان چودہ افراد میں تھا؟ جناب حذیفہ نے جواب دیا: اگر تھے تو تم خود ہی بہتر جانتے ہو اور اگر نہیں تھے تب بھی تم بہتر جانتے ہو۔(چور کی داڑھی میں تنکا)۔

....

۱۔احزاب/۵۷

۲۔نساء/۹۳

خلاصہ

منافقین سب سے زیادہ مدینۂ منورہ میں سکونت پذیر تھے لہٰذا وہ نبیؐ کے وجود کو مضر سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے غدیر میں بیعت کے بعد یہ ارادہ کیا کہ راستے ہی میں نبی اکرم کو قتل کر دیا جائے، لیکن جناب عمار و حذیفہ ان کے تعاقب میں گئے جناب حذیفہ نے سب کو پہچان لیا، یہ واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ تمام صحابہ عادل نہیں ہیں، بلکہ بعض نے تو نبی کے قتل کا منصوبہ بھی بنالیا تھا۔

سوالات

۱۔ واقعہ غدیر کے بعد ہرشا کی پہاڑی میں کون سا واقعہ رونما ہوا؟

۲۔ جناب حذیفہ کو منافق شناس کیوں کہا جانے لگا؟

۳۔ نبی کے قتل کا ارادہ کرنے والے پر لعنت کی جا سکتی ہے؟ دلیل سے ثابت کیجئے۔

۴۔ منافقین کیوں چاہتے تھے کہ پیغمبر اکرمؐ مدینہ واپس نہ پہنچیں؟

بیسواں سبق

آیۂ ولایت

ساتویں ہجری سے پہلے ۲۴ / ذی الحجہ کو عبد اللہ بن سنان اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو پہلے یہودی تھے لیکن پھر دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ عبد اللہ نے پیغمبر اکرم کی خدمت میں عرض کی: یا نبی اللہ! جب جناب موسیٰ اس دنیا سے رحلت کرنے لگے تھے تو انھوں نے جناب یوشع بن نون کو اپنا وصی و جانشین مقرر کیا تھا، آپ بھی بتا دیجئے کہ آپ کے بعد آپ کا وصی و جانشین اور ہمارا امام کون ہے۔

اسی اثنا میں جناب جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾۔(۱)

صحابہ کرام نہیں سمجھ پائے کہ اس آیت سے کون مراد ہے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: سب کے سب اٹھیں اور مسجد کی جانب چلیں۔

۱۔ مائدہ/۵۵

سب نے مسجد کے قریب دیکھا کہ ایک فقیر مسجد سے باہر آ رہا ہے۔

نبیؐ نے اس سے سوال کیا: اے شخص کیا مسجد میں تمہیں کسی نے کچھ عطا کیا؟

اس فقیر نے جواب دیا: ہاں! یہ انگوٹھی دی ہے۔

نبیؐ نے پھر سوال کیا: تمہیں یہ انگوٹھی کس نے دی ہے؟

فقیر نے جواب دیا: وہ شخص جو نماز پڑھ رہا اس نے دی ہے۔

نبی نے سوال کیا: جب اس نے انگوٹھی دی اس وقت وہ کس حالت میں تھا؟

فقیر نے جواب دیا: وہ رکوع کی حالت میں تھا۔

پیغمبر اکرمؐ نے تکبیر کی صدا بلند کی، نبی کی اتباع میں سب نے تکبیر کہی، آنحضرت نے فرمایا: **علی بن ابی طالب ولیکم بعدی** ''ہمارے بعد یہ علی ابن ابی طالب تمہارے ولی ہیں''۔(۱)

اس طرح بہترین انداز میں خداوند عالم نے رسول خداؐ کے خلیفہ کی نشاندہی فرمائی۔

آیۂ مبارکہ سے شیعی عقائد کی حقانیت پر استدلال

۱۔ خداوند متعال نے کلمہ ''انما'' کے ذریعہ ولایت کو منحصر اور مخصوص کر دیا ہے اپنی، اپنے رسول اور امیر المومنینؑ کی ولایت سے، لہٰذا اب ان کے ہوتے ہوئے کسی کو حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

۲۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب ہم رکوع میں ہوتے ہیں تو اللہ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے (فقیر کی صورت میں) تا کہ ہم اسے کچھ عطا کریں اور اس آیت کے مصداق

۱۔ وسائل الشیعہ، ج۹ص۴۷۹

قرار پائیں،آیت میں ''الــذیــن ''جمع کی صورت میں ہے جوآئندہ کی طرف اشارہ ہے (یعنی الذین جمع ہے جس وقت آیت نازل ہوئی اس وقت فقط مولائے کائنات نے حالت رکوع میں زکات دی تھی،لیکن بعد میں اس حدیث کے اعتبار سے دیگر ائمہ نے بھی حالت رکوع میں زکات دی،لہٰذااس کلمہ سے آئندہ کی طرف اشارہ ہے)۔

۳۔اگرکوئی شخص یہ کہے کہ یہ عمل ،حضورقلب کے خلاف ہےتو اس کاایک جواب یہ ہے کہ اس فقیر نے کئی بارلوگوں سے سوال کیامگر جب کسی نے کچھ نہیں دیاتواس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: خدایا! گواہ رہنامیں نے تیرے نبی کی مسجد میں آکرلوگوں سے مدد مانگی لیکن کسی نے کچھ نہ دیا۔ادھرمولائے کائنات بارگاہ خدامیں مشغول مناجات تھے،اس فقیر نے بھی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی لہٰذااللہ نے اس فقیرکی حاجت علی کے دست مبارک سے پوری کرائی کیونکہ علی ''ید اللہ'' ہیں۔

۴۔جس طرح سے انسان روزہ کی حالت میں نمازبھی پڑھ سکتاہےیعنی ایک عبادت کی حالت میں دوسری عبادت انجام دے سکتا ہے ،مولائے کائناتؑ نے ایک عبادت (نماز) کی حالت میں دوسری عبادت یعنی صدقہ دیا۔

۵۔خداوندمتعال ''**انما ولیکم اللہ ورسولہ امیرا لمومنین** ''فرماسکتاتھالیکن نام کے بجائے صفات کاذکرکیا تاکہ ایک ہی وقت میں کئی باتیں ثابت ہوسکیں:

الف: امیرالمومنینؑ نمازی تھے؛حالانکہ جب آپ کے سرمبارک پرضربت لگی تو بعض لوگوں نے سوال کیا تھا: کیاعلیؑ نمازبھی پڑھتے تھے؟

ب: رکوع کی حالت میں صدقہ دینا سنت نہیں تھا۔ خداوندمتعال نے اس آیت کونازل کرکےعلیؑ کے عمل کوپیغمبراکرمؐ کے مانند جائزاورقابل مدح قراردیا۔

ج: صفات کا ذکر کر کے بعد کے گیارہ اماموں کی ولایت کو بھی آیت میں شامل کردیا۔

د: عبداللہ بن سنان اور دوسرے افراد کلام نبوی میں شک نہ کریں لہٰذا اس واقعہ کوایک معجزے اور پیشین گوئی کے ساتھ ذکر کیا، اس طرح سے کہ جب ان لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سوال کیا کہ آپ کا خلیفہ کون؟ تو اسی وقت سائل نے امیر المومنینؑ سے انگوٹھی لی اور پھر جبرئیل نبیؐ کی خدمت میں اس کی خبر لے کے آئے۔

۶۔اللہ، رسول اور امیر المومنینؑ کی ولایت کو ایک ساتھ بیان کرنا...اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ کی ولایت رسول کی ولایت ہے اور رسول کی ولایت خداوند عالم کی ولایت ہے جسے روایت نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے؛''**ولایتی و لایة الله**''۔

۷۔یہ آیت مولائے کائنات کی عصمت اور آپ کے معصوم ہونے پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ آیت آپ کی مطلق ولایت کو ثابت کر رہی ہے، (بغیر کسی شرط وقید کے) فقط اس شخص کی مطلق طور سے پیروی کی جا سکتی ہے جو معصوم ہو ورنہ تناقض لازم آئے گا۔

۸۔عبداللہ بن سنان کے اس سوال سے جو اس نے پیغمبر سے کیا کہ جناب موسیٰ نے اپنے وصی کو معین کیا، آپ کا وصی کون ہے؟ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ عقیدہ باطل ہے جس میں یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنے بعد کے امور لوگوں کے حوالے کر دیئے تھے (اپنا کوئی وصی معین نہیں کیا تھا)۔

۹۔قرآن مجید کا ارشاد گرامی ہے: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُم**﴾۔(۲) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اولی الامر کی

۱۔من لایحضرہ الفقیہ، ج۴ص۴۲۰

۲۔نساء/۵۹

اطاعت بطور مطلق واجب ہے اور دوسری آیت جس میں ارشاد ہوا: ﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُون ﴾۔(۱) جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ولایت، اطاعت اور پیروی سے متصل اور وابستہ ہے (یعنی ولایت بغیر اطاعت کے ممکن نہیں)۔

روایات میں یہ بات واضح طور سے بیان کی گئی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقط اہل بیتؑ ہیں، یعنی مراد خاص طور سے اہل بیت ہیں، یہاں مراد عام نہیں ہے کہ کوئی بھی شامل ہوجائے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''اولی الامر'' سے مراد صرف امیر المومنین اور آپ کی معصوم اولادیں ہیں۔

۱۰۔ پیغمبر اکرمؐ نے میدان غدیر میں جو اعلان کیا کہ ''من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ''۔(۲) یہ دراصل آیۂ مبارکہ ﴿انما ولیکم اللہ...﴾ کی تفسیر ہے۔

۱۱۔ حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ '' الحق مع علی وعلی مع الحق یدور حیث ما دار''۔(۳) یہ اس لئے کہ آپ کی ولایت خدا کی ولایت ہے۔

۱۲۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِم ﴾۔(۴) یعنی جب خداوند متعال کسی امر کے بارے میں بیان کردے تو پھر لوگوں کا اس امر میں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا''۔ اور اللہ نے اس آیت میں امیر المومنین کی ولایت کو بیان کیا ہے لہٰذا اس مسئلے میں لوگوں کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

....

۱۔ مائدہ/۵۵
۲۔ کافی ج۱، ص ۲۷۸
۳۔ کافی، ج۱، ص ۲۹۴
۴۔ سورہ احزاب/۳۶

۱۳۔ کلمہ ''انما'' سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی کی ولایت کے اعلان کا مسئلہ خدا کی جانب سے ہے یعنی انتصابی ہے اور بغیر حکم خدا کے کوئی بھی کسی پر ولایت نہیں رکھتا۔

خلاصہ

خداوند عالم نے رسول کے بعد امیر المومنین کو ولی کے عنوان سے بہترین انداز میں پہچنوایا اور آیۂ مبارکہ ﴿ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ﴾ نازل فرمائی۔ جس کی شان نزول کے بارے میں شیعہ وسنی دونوں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مولائے کائنات کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت امیر المومنین کی ولایت، عصمت اور دوسروں پر افضیلت کو ثابت کرتی ہے۔

یہ آیت مولائے کائنات کی ولایت مطلقہ کو ثابت کرتی ہے کیونکہ اللہ نے اپنی، پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ کی ولایت کو ایک ہی ردیف اور ایک ہی کلمہ کے ذریعہ بیان کیا ہے۔

سوالات

۱۔ آیۂ ولایت کب نازل ہوئی؟ شان نزول تحریر کریں۔

۲۔ ''الذین آمنوا'' کو جمع کی صورت میں لانے کی حکمت کیا ہے؟

۳۔ آیا امیر المومنین کا حالت نماز میں صدقہ دینا حضور قلب کے منافی ہے؟

۴۔ اس آیت کے تناظر میں خلافت کا مسئلہ انتخابی ہے یا انتصابی؟ دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

اکیسواں سبق

آیۂ مباہلہ

تاریخ اسلام کی ایک اہم ترین عید ''عید مباہلہ'' ہے، اس عظیم عید کے موقع پر خداوندعالم نے اہل بیتؑ کی فضیلت کے سلسلے میں ایک عظیم آیت نازل فرمائی جسے ''آیہ مباہلہ'' کہاجاتاہے۔

مباہلہ کا واقعہ یہ ہے کہ ۹ ہجری میں نبی اکرمؐ نے خداوندمتعال کے حکم سے اہل نجران کو اسلام کی دعوت دی اورانہیں اختیار دیا کہ یا مسلمان ہوجائیں یا ٹیکس دیں اوراپنے دین پر باقی رہیں۔

نجران کے علماء نے آپس میں مشورہ کیااوراپنے ۸۸ ربڑے علماء کوتحقیق وجستجو کے لئے مدینہ بھیج دیا۔رسول کی خدمت میں پہونچ کرانہوں نے کہا:: جناب عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں کیونکہ انکا کوئی باپ نہیں۔

اللہ نے وحی نازل فرمائی کہ جناب آدم کے تو نہ باپ تھےاور نہ ہی ماں (لہٰذا انہیں کیوں اللہ کا بیٹانہیں کہتے)۔متعدد مناظرے اور بحث ومباحثہ ان سے ہوئے، اہل نجران کوتمام مناظروں میں شکست کا منھ دیکھنا پڑا، پھرآخری مرحلہ میں انہوں نے کہا کہ چلیں مباہلہ کرلیتے ہیں، اسی موقع پرآیت نازل ہوئی: ﴿ **فَمَنْ حَاجَّکَ فِیهِ مِنْ بَعْدِ مَا**

جَائَکَ مِنْ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَائَکُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَکُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَی الْکَاذِبِینَ﴾۔(۱)

مباہلہ کے دن پیغمبر اکرمؐ صرف مولائے کائناتؑ، حضرت فاطمہ زہرا (س)، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ساتھ مباہلہ کے لئے تشریف لے گئے، اہل نجران نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو ڈر گئے اور مباہلہ سے منع کر دیا، ان میں سے بعض تو مسلمان ہو گئے اور باقی ٹیکس دینے پر راضی ہو گئے اور اسلام کی عیسائیوں پر یہ عظیم کامیابی زبان زد عام وخاص ہو گئی۔

آیۂ مباہلہ سے شیعی عقائد کی حقانیت پر استدلال

۱۔اس آیت میں اللہ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو پیغمبر اکرم کے فرزند کے طور پر ذکر کیا ہے جبکہ بظاہر آپ دونوں مولائے کائنات کے بیٹے ہیں۔ایک روایت میں امیر المومنینؑ نے جنگ صفین میں جب محمد حنفیہ کو دوبار میدان جنگ میں بھیجا تو محمد حنفیہ نے سوال کر دیا: بابا! آپ بھائی حسن اور حسین کو کیوں نہیں بھیجتے؟ مولا نے جواب دیا: تم ہمارے بیٹے ہو اور حسن وحسین نبی کے فرزند ہیں۔

۲۔مباہلہ کے وقت اگر چہ دوسری مومنہ خواتین حتیٰ پیغمبر اکرمؐ کی بیویاں بھی موجود تھیں مگر کسی کو بھی مباہلہ کے لئے جانے کی دعوت نہیں دی گئی، بلکہ پیغمبر اکرمؐ صرف جناب زہرا (س) کو مباہلہ کے لئے لے گئے جو اس بات کی علامت ہے کہ تمام عورتوں میں صرف جناب زہرا سلام اللہ علیہا اس بات کی صلاحیت رکھتی تھیں کہ میدان مباہلہ میں تشریف لائیں۔

۳۔اس آیت میں اللہ نے مولائے کائنات کو نفس پیغمبر قرار دیا ہے جو نبی اور علی کے

۱۔سورہ آل عمران:۶۱

وجود کے متحد ہونے اور دونوں کے مساوی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔اگر رسول خداؐ ''اولیٰ بالتصرف'' ہیں تو نفس پیغمبر کو بھی اولیٰ بالتصرف ہونا چاہئے۔

۵۔ نبی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا اس امت کی سرپرستی کا حق نہیں رکھتا ہے اسی طرح نفس پیغمبر (امیر المومنینؑ) کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا امت کی سرپرستی کا حق نہیں رکھتا۔

۶۔**انا و علی من شجرة واحدة** ''ہم اور علی ایک درخت سے ہیں''۔(۱)؛**انا وعلی ابوا هذه الامة** ''میں اور علی اس امت کے باپ ہیں''۔(۲)؛یا:**هو منی وانا منه** ''وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں''۔ یا: **من حاربک فقد حاربنی** ''جس نے تم سے جنگ کی گویا اس نے ہم سے جنگ کی ہے''۔(۳)...یہ تمام روایتیں ﴿**أَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُم**﴾(۴) کی تفسیر ہیں۔

۷۔چونکہ پیغمبر اکرمؐ افضل الانبیاء ہیں، لہٰذا نفس رسول بھی تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں، نیز آیۂ مباہلہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب زہرا(س) کا مقام و مرتبہ تمام ازواج رسول اکرمؐ اور تمام اصحاب سے برتر اور افضل ہے۔

۸۔داستان مباہلہ میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا کمسن ہونا اس عظیم فضیلت کے حصول میں رکاوٹ نہ بن سکا...تو جن لوگوں نے سقیفہ میں مولائے کائنات کے جوان ہونے کو نقص شمار کیا اور بعض اصحاب کے بوڑھے اور پیر ہونے کو خلافت کا معیار قرار دیا۔ یہ اللہ کے بیان کئے گئے معیار و ملاک کے خلاف ہے۔

....

۱۔عیون اخبار الرضا، ج۲،ص۶۳ ۲۔کمال الدین، ج۱ص۲۶۱

۳۔شرح الاخبار، ج۲ص۳۹۷ ۴۔آل عمران/۶۱

۹۔افراد کی تعداد کا زیادہ ہونا ان کے برحق ہونے کی دلیل نہیں ہے،جیسا کہ عیسائیوں کا پنجتن کے مقابلے میں تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہونا ان کی حقانیت کی دلیل نہیں تھی ،لہذا عیسائیوں اور سنیوں کی تعداد کا شیعوں کی بہ نسبت زیادہ ہونا ان کے برحق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

۱۰۔معاشرہ میں اثر ورسوخ کے باوجود خلفائے ثلاثہ اور پیغمبر اکرمؐ کی بیویوں کا واقعہ مباہلہ میں مدعو نہ ہونا، قابل غور ہے کیونکہ استجابت دعا کے لئے لیاقت کی ضرورت ہے نہ کہ عمر درازی کی۔

۱۱۔خداوند متعال نے پیغمبر اکرمؐ کو تنہا میدان مباہلہ میں جانے کے لئے نہیں کہا بلکہ اہل بیت کو بھی ساتھ لانے کو کہا۔اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہمیں دعا کرتے وقت اور استجابت دعا کیلئے اہل بیت اطہار علیہم السلام کو وسیلہ قرار دینا چاہئے۔

۱۲۔میدان مباہلہ میں اہل بیتؑ کا وجود تشریفاتی یا نمائشی نہیں تھا بلکہ رسول اکرم کی حقانیت کا دارو مدار انہیں ذوات پر تھا۔آنحضرتؐ انہیں میدان میں اس لئے لائے تا کہ جب آپؐ دعا کریں تو وہ آمین کہیں ،لہذا اہل بیتؑ کا آمین کہنا استجابت دعا کی شرط ہے۔

۱۳۔واقعہ سقیفہ کے بعد جس گھر میں آگ لگائی گئی اس میں رہنے والے اہل مباہلہ تھے یعنی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مولائے کائناتؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔

۱۴۔خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ پیغمبر اکرمؐ جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ وحی ہے؛ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنْ الْهَوَى ☆ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى ﴾۔(۱) اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب خداوند عالم نے پوری کائنات پر نگاہ دوڑائی تو ان ذوات مقدسہ سے افضل و

۱۔سورہ نجم/۳

برتر کوئی نہیں ملا، اسی لئے پنجتن پاک مباہلہ کے لئے منتخب ہوئے۔

۱۵۔ایک دن ہارون نے ساتویں امام حضرت موسی کاظمؑ سے پوچھا کہ آپ کسی بنا پر خود کو فرزند پیغمبر کہتے ہیں ؟امام نے جواب دیا: اگر پیغمبر اکرمؐ تیری بیٹی سے شادی کرنا چاہیں تو انہیں اجازت دو گے؟ ہارون نے جواب دیا: فخریہ اس بات کو قبول کروں گا کہ پیغمبرؐ سے ہماری بیٹی منسوب ہوجائے۔امامؑ نے فرمایا: لیکن ہم اپنی بیٹی کی شادی پیغمبرؐ سے نہیں کرسکتے کیونکہ ہماری بیٹیاں رسول کی بیٹیاں ہیں۔

۱۶۔حدیث: ''**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ**'' آیۂ مبارکہ میں موجود ''**انفسنا**'' کی تفسیر ہے اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد نفس پیغمبرؐ پر نبی کے تمام کاموں کی ذمہ داری ہوگی۔

۱۷۔''**انفسنا**'' سے پیغمبر اکرمؐ کے تمام فضائل ومناقب اور آپؐ کے تمام اختیارات، مولائے کائنات کے لئے ثابت ہوتے ہیں سوائے پیغمبری کے، یعنی وہی حدیث منزلت کا مفہوم ''**انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی**''۔(۱)

۱۸۔واقعۂ مباہلہ میں ایک طرف نجران کے جھوٹے افراد ہیں، جن کے بارے میں آیت میں ارشاد ہوا: ﴿**فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِين**﴾۔اور دوسری طرف سچے اور ''صادقین'' ہیں کہ جن کے بارے میں دوسری آیت میں اللہ نے فرمایا: ﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِين**﴾۔(۲)

۱۹۔اہل نجران پیغمبر اکرمؐ کی نبوت کے سلسلے میں مشکوک تھے اور اللہ نے اہل بیت کے وسیلہ سے پیغمبر کی نبوت کو ثابت کیا، چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿**وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ**

اصول کافی، ج۸ص۱۰۷ ۲۔سورہ توبہ ۱۱۹

الْكِتَاب ﴾ ''اے پیغمبر! کفار کا کہنا ہے کہ آپ پیغمبر نہیں ہیں، آپ کہہ دیں کہ ہمارے پاس دو گواہ ہیں: ایک خدا اور دوسرے وہ جس کے پاک علم کتاب ہے یعنی حضرت علیؑ''۔(۱)

۲۰۔ اگرچہ مباہلہ کے وقت پیغمبر اکرمؐ کے فرزند جناب ابراہیم زندہ تھے مگر میدان مباہلہ میں نہیں لائے گئے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسین خاص مرتبہ اور منزلت کے حامل ہیں۔

خلاصہ

اہل بیت علیہم السلام کے لئے مباہلہ قرآنی فضیلتوں میں ایک بڑی فضیلت ہے، اس آیت میں مولائے کائنات، نفس پیغمبرؐ اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام پیغمبرؐ کے فرزند اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا دنیا کی بہترین عورت قرار پائیں۔ اس آیت میں مولائے کائنات اور پیغمبر اکرمؐ کے درمیان اتحاد اور مساوات کا ذکر ہے اور اسی طرح مولائے کائنات کا تمام انبیاء سے افضل ہونے کا تذکرہ ہے۔

سوالات

۱۔ آیت کے فقرے ''انفسنا'' کے سلسلے میں کم سے کم چار نکات بیان کریں۔

۲۔ دو دلیل سے ثابت کریں کہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام پیغمبر اکرمؐ کے بیٹے ہیں؟

۳۔ مباہلہ کے لئے اتنے افراد کے ہوتے ہوئے صرف پنجتن کا انتخاب کیوں ہوا؟

۴۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جناب عیسیٰؑ بغیر باپ کے دنیا میں آئے ہیں لہٰذا اللہ کے بیٹے ہیں تو آپ اسے کیا جواب دیں گے؟

....

۱۔ سورہ رعد/۴۳)

بائیسواں سبق

حدیث کساء

حدیث کساء کا واقعہ متعدد مقامات پر مختلف انداز سے بیان ہوا ہے،؛ پہلا موقع وہ تھا جب پیغمبر اکرمؐ اپنے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ مباہلہ کو فتح کر کے واپس ہوئے تو اس وقت حضورؐ اپنے اہل بیتؑ کے ساتھ ایک چادر کے نیچے تشریف لائے اور اس وقت آیۂ تطہیر نازل ہوئی۔

اس کے علاوہ مختلف مواقع پر یہ حدیث دہرائی گئی جن میں سے ہم یہاں پر ایک واقعہ جو سب سے زیادہ کامل ہے، بیان کرتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میرے بابا میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: ”میں اپنے بدن میں کمزوری کا احساس کر رہا ہوں میرے لئے ایک چادر لے آؤ!“ میں چادر لے آئی، آپؐ نے خود کو اس چادر میں چھپا لیا اس وقت آپ کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ حسنؑ آئے اور آنے کے بعد پوچھا: مجھے خوشبو محسوس ہو رہی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! یہ آپ کے نانا کی خوشبو ہے۔ یہ سن کر وہ چادر کے نزدیک گئے اور پیغمبرؐ خدا کو سلام کیا اور چادر میں داخل

ہو گئے۔

اس کے بعد میرا دوسرا بیٹا حسینؑ آیا اور اسی طرح وہ بھی چادر میں داخل ہوگیا، اس کے بعد امیرالمومنین علیہ السلام تشریف لائے اور وہ بھی چادر میں داخل ہوگئے اس کے بعد میں نے بھی اجازت لی اور چادر میں داخل ہوگئی۔

پھر پیغمبرؐ اکرم نے چادر کے دونوں کناروں کو پکڑا اور آسمان کی طرف سر کو بلند کر کے فرمایا: ''یہی میرے اہل بیتؑ ہیں ان کا گوشت وخون میرا گوشت وخون ہے و...''۔

خداوند عالم نے فرمایا: اے فرشتو! میں نے اپنے علاوہ تمام چیزوں کو انھیں پانچ افراد کی محبت میں خلق کیا ہے۔ جبرئیل نے سوال کیا: پروردگار! یہ کون لوگ ہیں؟

خدانے فرمایا: ''**هُم فاطمةُ و ابوها و بعلُها و بنوها** '' یہ فاطمہ ہیں، ان کے بابا ہیں، ان کے شوہر اور ان کے بچے ہیں۔

جبرئیل خدا سے اجازت لے کر چادر کے نیچے آئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿**اِنَّمایُرِیدُ اللهَ لِیُذْهِبُ عَنکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیراً**﴾۔(۱)

اس کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث جس بزم میں بھی بیان کی جائے گی خدا اس بزم پر اپنی رحمت ومغفرت نازل فرمائے گا اور اس بزم میں اگر کوئی غمزدہ ہوگا تو اس کا غم دور ہوگا اور حاجتمندوں کی حاجتیں برآئیں گی۔(۲)

شیعہ اور سنی دونوں طریق سے منقول ہے کہ ام سلمہ اور ان کے علاوہ دوسری ازواج رسول نے اس واقعہ کے بعد سوال کیا کہ کیا ہم بھی اہل بیتؑ میں شامل ہیں؟ تو آنحضرت

....

۱۔ سورۂ احزاب/۳۳

۲۔ بحارالانوار ج۲۱ص۱۸۴

نے جواب میں فرمایا: تم خیر پر ہو لیکن اہل بیتؑ میں شامل نہیں ہو اور آیۂ تطہیر کا مصداق نہیں ہو۔

حدیث کساء کے ذریعہ مذہب امامیہ کے عقاعد کا اثبات

۱۔ اس آیت کے نزول کے وقت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ابھی بچے تھے اس کے باوجود بھی خداوند عالم نے ان کے لئے اس بلند و بالا مقام کو تجویز فرمایا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقام، مقام اکتسابی نہیں ہے بلکہ عطیہ الٰہی ہے۔

۲۔ جبرئیل امین اپنی تمام تر عظمت و منزلت کے ساتھ خدا سے عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ انھیں اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ ان پانچ کے چھٹے قرار پائیں۔

۳۔ پیغمبر اکرمؐ نے چادر کے دونوں کناروں کو پکڑ کر یہ بتا دیا کہ اس زمانے میں ان پانچ کے علاوہ کوئی اور اس فضیلت کے لائق نہیں تھا۔

۴۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کا یہ فرمانا ''**فقال الله عزّ و جلّ**'' اور خدا کے قول کو پیغمبر اکرمؐ کی طرف منسوب کئے بغیر بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام بطور مستقیم خدا سے باتیں کرتے تھے۔

۵۔ خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ میں نے زمین و آسمان اور ان میں جو کچھ بھی ہے محبت اہل بیتؑ میں پیدا کیا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیتؑ خلقت زمین و آسمان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔

۶۔ جب جبرئیل نے پوچھا: ''**و من تحت الکساء؟**'' تو خدا نے سب کو فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے پہچنوایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ

پیغمبر کو پہچانتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے مگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو نہ پہچانے یا انھیں اذیت پہنچائے تو در حقیقت اس نے پیغمبر اکرمؐ کو نہیں پہچانا ہے۔

۷۔ جبرئیل امین کا یہ فرمانا کہ خدا نے اپنے علاوہ تمام چیزوں کو آپ حضرات کے لئے خلق فرمایا ہے اور دوسری طرف سے روایتوں میں آیا ہے: **الارض و ما فیھا کان للامام** ''زمین اور جو کچھ بھی اس میں ہے سب کے مالک امام ہیں''۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک تو پوری کائنات اہل بیتؑ کی وجہ سے پیدا کی گئی ہے اور دوسری طرف سے تمام عالم ہستی کے مالک اہل بیتؑ ہیں لہٰذا اب اگر کوئی ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرے گا تو وہ غاصب کہلائے گا۔

۸۔ اہل بیت علیہم السلام کا وجود اس قدر بابرکت ہے کہ ان کی زندگی کا ایک واقعہ اگر کسی محفل میں بیان ہو تو وہاں رحمت و مغفرت الٰہی کا نزول ہونے لگتا ہے۔

۹۔ حدیث کساء کی تلاوت کے بعد اگر کوئی دعا کرے تو اس کی دعا مستجاب ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دعا کے وقت اہل بیت علیہم السلام کو وسیلہ بنانا ضروری ہے۔

۱۰۔ حدیث کساء میں پیغمبر اکرمؐ نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ''**یا بنتی ویا بضعتی** ''اے بیٹی! اے لخت جگر!۔ اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی پیغمبر اکرمؐ کا ٹکڑا ہو اور اسے کوئی اذیت پہنچائے تو گویا اس نے پیغمبر اکرمؐ کو اذیت پہنچائی ہے اور قرآن کہتا ہے کہ جن لوگوں نے پیغمبر کو اذیت پہنچائی ہے ان کے لئے عظیم عذاب تیار ہے۔

۱۱۔ پیغمبر اکرمؐ کا یہ فرمانا کہ ان کا گوشت میرا گوشت اور ان کا خون میرا خون ہے، حضرت زہرا اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے لئے تو واضح ہے مگر امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں بھی آیہ مباہلہ کے ﴿وَاَنفُسَنَا﴾ سے ثابت ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے: ''**انا و علی من شجرة واحدة**''۔(۱)

۲۰۔پیغمبر اکرمؐ کے اس قول ''**انا حربٌ لمن حاربهم** ''۔(۲) سے یہ ثابت ہو گیا کہ جو لوگ جنگ جمل، صفین اور نہروان وغیرہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے تھے ان لوگوں نے درحقیقت پیغمبر اکرمؐ سے جنگ کی تھی۔

۲۱۔پیغمبر اکرمؐ کا یہ ارشاد: ''**انّهم منی وانا منهم**'' اس بات کی دلیل ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی طینت ایک ہے؛ ''''**کلهم نور واحد** ''۔یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ''**اولنا محمد واوسطنا محمد وآخرنا محمد وکلّنا محمد علیهم السلام** ''۔(۳)

خلاصہ

جب پنجتن پاک چادر کے نیچے آگئے تب خداوند عالم نے آیۂ تطہیر نازل فرمائی اور پیغمبر اکرمؐ نے اہل بیتؑ کی شان میں نہایت عظیم فضائل بیان فرمائے، خداوند عالم نے خلقت عالم کے ہدف کو واضح طور پر بیان کر دیا اور پیغمبر اکرمؐ نے اپنی ازواج کو اس فضیلت سے خارج کر دیا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ فضیلت اہل بیت کی خصوصیتوں میں سے ہے اور جبرئیل امینؑ نے اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود خدا سے درخواست کی کہ ان کے پاس جائیں۔

۱۔عیون اخبار الرضا، ج۲،ص۶۳

۲۔عیون اخبار الرضا، ج۲،ص۵۸

۳۔بحار الانوار، ۲۶،ص۶

سوالات

۱۔کیا پیغمبر اکرمؐ کی ازواج، اہل بیت میں شامل ہیں؟ایک دلیل کے ذریعہ ثابت کریں؟

۲۔کلمہ ''**بضعتی**'' سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

۳۔خداوند عالم نے آسمان وزمین وغیرہ کو کیوں پیدا کیا؟

۴۔پیغمبر اکرمؐ کے اس قول ''**انا حرب لمن حاربھم**'' سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

منابع تحقیق: اصول کافی، ج۱،ص۲۸۷؛بحار الانوار، ج۳۵،ص۲۱۱؛مسند احمد، ج۱،ص۳۳۱؛المستدرک للحاکم، ج۲،ص۴۱۶؛تفسیر ثعلبی، ج۸،ص۴۰۔

تیئسواں سبق

آیۂ تطہیر

﴿اِنَّمایُرِیدُ اللهَ لِیُذْهِبُ عَنکُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَیتِ وَیُطهِّرَکُمْ تَطْهِیرا﴾

پیغمبر اکرمؐ نے مختلف مقامات پر لوگوں کے سامنے آیۂ تطہیر کی تلاوت فرمائی ہے، یہ آیۂ کریمہ ۲۴ رذی الحجہ کو نازل ہوئی، یہ آیت معارف اہل بیتؑ کا سرچشمہ ہے، خدا نے اس آیت کو چند آیتوں کے درمیان قرار دیا ہے تاکہ اس آیۂ کریمہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے، سورۂ احزاب میں خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّمایُرِیدُ اللهَ لِیُذْهِبُ عَنکُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَیتِ وَیُطهِّرَکُمْ تَطْهِیرا﴾۔

اس آیت میں کلمۂ ''انّما'' حصر ہے جو ارادۂ الٰہی کے منحصر ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اسی طرح اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اس آیت میں مذکورہ طہارت، اہل بیت اطہارؑ میں منحصر ہے، خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمام انسان پاک رہیں اور پاکیزگی ہی کی حالت میں دنیا سے جائیں، اس ارادہ کو ارادۂ تشریعی کہا جاتا ہے لیکن اہل بیت اطہارؑ کے بارے میں جو ارادہ ہے وہ ارادۂ تشریعی نہیں ہے بلکہ ارادۂ تکوینی کی قسموں میں سے ایک قسم ہے، یعنی خدا کا یہ فرمانا کہ ''خدا نے ارادہ کیا ہے'' اس بات کی دلیل ہے کہ یہ طہارت عطیہ الٰہی ہے اکتسابی نہیں ہے، امام رضا علیہ السلام نے بھی اس سلسلے میں یوں فرمایا ہے: من غیر

اکتساب ''ہم نے اس طہارت کو حاصل نہیں کیا ہے بلکہ خدا نے ہمیں عطا کیا ہے''۔

دوسرا نکتہ: ''لیـذهـب '' کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے نجاستوں کو اہل بیتؑ سے دفع کیا ہے رفع نہیں کیا ہے (یعنی اہل بیت سے نجاستوں کو دوور رکھا ہے دور کیا نہیں ہے) کیوں کہ نجاستیں کبھی بھی اہل بیتؑ کے نزدیک بھی نہیں آئیں نجاستوں میں ملوث ہونا تو دور کی بات ہے، اہل بیتؑ ہمیشہ سے پاک تھے۔

''الرجس '' کا الف ولام چاہے استغراق پر دلالت کرتا ہو یا جنس پر، اس رجس میں تمام نجاستیں شامل ہیں اور جب تمام رجس دور ہو گئے تو عصمت مطلقہ حاصل ہو گئی۔

''کُم '' کی ضمیر کے بعد لفظ ''اهـل البيت '' کا لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم صرف اور صرف اہل بیت اطہارؑ سے مخصوص ہے اور دوسرا کوئی بھی اس آیت کے حکم میں شامل نہیں ہے، اور روایتوں میں آیا ہے کہ اہل بیت سے مراد چودہ معصوم ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: **يـا عـلـى هذه الآية نزلت فيک و فی سبطی والائمة من ولدک** ''اے علیؑ! یہ آیت تمہاری شان میں، میرے نواسوں کی شان میں اور تمہاری نسل کے ائمہ کی شان میں نازل ہوئی ہے''۔(۱)

اس آیت میں ''يـريـد ، ليـذهب ،يـطهّر'' سب کے سب فعل مضارع ہیں جو خداوند عالم کے اس ارادہ اور اس کی طرف سے عطا کردہ اہل بیت علیہم السلام کی طہارت کے استمرار ودوام پر دلالت کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ''اذهـاب رجـس ''(رجس کو دور رکھنا) کے بعد ''يـطـهّركم '' کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس تطہیر کا مرتبہ ''اذہاب رجس'' والی تطہیر سے بلند ہے، اور آخر

۱۔ تفسیر البرہان، ج۴، ص۴۴۴

میں لفظ ''تطہیراً'' کا استعمال اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل بیت اطہارؑ کو خدا کی طرف سے ایسی طہارت مطلقہ حاصل ہے جو مافوق اذہان بشر ہے۔ (اصل یہ ہے کہ ہر لفظ اپنا مخصوص معنی رکھتا ہے مگر یہ کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود ہو یعنی کوئی دلیل ہو جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ یہ لفظ اپنے مخصوص معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے)۔

آیۂ تطہیر کے ذریعہ مذہب امامیہ کے عقائد کا اثبات

۱۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل بیتؑ دوسروں سے افضل ہیں۔

۲۔ اس آیۂ کریمہ کے ذریعہ جو عصمت ثابت ہوتی ہے اس کا مرتبہ انبیاء اور اولیاء کی عصمتوں سے بلند ہے۔

۳۔ روایتوں میں ''رجس'' کی تفسیر جہل سے کی گئی ہے لہٰذا جب خداوند عالم نے تمام کے تمام جہل کو اہل بیتؑ سے دور رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیتؑ علم مطلق کے حامل ہیں۔

۴۔ اس آیۂ کریمہ کو خداوند عالم نے ازواج پیغمبر کے وظائف کو بیان کرنے والی آیات کے بیچ میں قرار دے کر ازواج کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم لوگ جس گھر میں آئی ہو وہ ایک پاک و پاکیزہ گھر ہے لہٰذا ہوشیار رہنا کہیں کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جس سے اس گھر کی قداست پر حرف آئے۔

۵۔ پیغمبر اکرم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام بشر ہیں مگر اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے ان میں اور دوسرے انسانوں میں فرق ہے بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰؑ بشر ہیں مگر بغیر باپ کے پیدا ہوئے، حضرت موسیٰؑ بشر ہیں مگر چالیس دنوں تک بغیر دانہ و پانی کے زندہ رہے اور عبادت خدا کرتے رہے، حضرت خضرؑ بشر ہیں مگر آج تک زندہ ہیں،

حضرت یونسؑ بھی بشر ہیں مگر مدتوں مچھلی کے پیٹ میں سمندر کی گہرائی میں عبادت خدا کرتے رہے، حضرت عیسیٰؑ بھی بشر ہیں جوان آسمانوں میں زندہ ہیں جہاں ہوا نہیں ہے لہٰذا بنی انوع انسان سے انبیائے کرام کا افتراق نا قابل انکار نہیں ہے۔

۶۔فرق یہ ہے: پیغمبر اکرمؐ کا لعاب دہن معجز نما ہے اگر اندھے کنویں میں گر جاتا تھا تو وہ کنواں پانی سے بھر جاتا تھا اور جنگ خیبر میں مولائے کائناتؑ کی آنکھیں آشوب میں مبتلا ہوئی تھیں پر جیسے ہی آنحضرتؐ کا لعاب دہن لگایا گیا شفایاب ہو گئیں۔حضرت علی و حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شادی کے وقت پیغمبر اکرمؐ نے ایک برتن میں اپنا کچھ لعاب دہن رکھا اور علی و فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پی لو اور باقی اپنے بدن پر چھڑک لو۔(۱)

۷۔اہل بیت اطہار علیہم السلام کا بدن مرنے کے بعد بھی پاک ہے، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حضرت علی علیہ السلام سے یہ وصیت کرنا کہ مجھے میرے لباس کے اوپر ہی سے غسل دینا: **فانّی طاھرۃ مطھّرۃ** ''کیوں کہ میں پاک و پاکیزہ ہوں''۔اس بات کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان حضرات کا جسم مبارک پاک ہے۔(۲)

۸۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام پاک و پاکیزہ دنیا میں آتے ہیں: **اللہ تبارک و تعالیٰ قد نظّفه و طھّرہ** ''خدائے متعال نے انھیں پاک و پاکیزہ قرار دیا ہے، اور اس کے علاوہ ہر حال میں پاک و پاکیزہ ہیں''۔**ابنتی طاھرۃ مطھّرۃ** ''میری بیٹی پاک و پاکیزہ ہے''۔(۳)

۱۔بحارالانوار، ج۴۳،ص۱۲۳۔ج۳۹،ص۱۱ ۲۔بحارالانوار، ج۴۳،ص۱۷۹

۳۔احقاق الحق، ج۱،ص۳۱۱

رسول خداؐ نے یہ بھی فرمایا ہے: **لا یحلّ لاحدٍ ان یجنب فی ہذا المسجد الا انا و علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین و من کان من اہلی فانہم منّی** ''اس مسجد میں کسی کے لئے مجنب ہونا حلال نہیں ہے سوائے میرے، علی، فاطمہ اور حسن وحسین اور ان لوگوں کے جو میرے اہل ہیں کیوں کہ یہ سب کے سب مجھ سے ہیں۔(۱)

۹۔ ایک روایت میں ہے: ''رجس'' کے معنی شک کے ہیں لہٰذا خدا نے شک کو اہل بیت سے دور رکھا ہے۔(۲)

۱۰۔ اہل بیت اطہار علیہم السلام جس سرزمین میں دفن ہوجاتے ہیں ان کے مقدس اجسام اس زمین کو پاک کردیتے ہیں؛ **طبتم و طابت الارض التی فیہا دفنتم** ''آپ حضرات بھی پاک ہیں اور آپ کی برکت سے وہ زمین بھی پاک ہوگئی جہاں آپ دفن کئے گئے''۔(۳)

۱۱۔ آپ حضرات دریائے ولایت و طہارت ہیں اگر کوئی گنہگار آپ حضرات کی زیارت کو جاتا ہے تو ملائکہ آواز دیتے ہیں: **طبت و طاب من زرت** ''تم نے خود کو پاک کرلیا، تمہیں اسی نے پاک کیا ہے جس کی تم نے زیارت کی ہے''۔(۴)

۱۲۔ وہ حضرات کبھی بھی قرآن سے جدا نہیں ہوں گے: ''**انہما لا یفترقان**''۔(۵) اور دوسری طرف قرآن کا یہ ارشاد ہے ﴿**لا یمسّہ الا المطھّرون**﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اور صرف اہل بیت اطہارؑ نے قرآن کی حقیقت کو سمجھا ہے لہٰذا حقیقی مفسر

۱۔ بحار الانوار، ج۳۹، ص۲۰
۲۔ بحار الانوار، ج۲۳، ص۲۰۳
۳۔ بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۲۰۱
۴۔ بحار الانوار، ج۱۰۱، ص۱۹
۵۔ اصول کافی، ج۲، ص۴۱۵

قرآن بھی یہی ہیں۔

خلاصہ

آیۂ تطہیر عصمت مطلقہ، علم بے انتہا اور اہل بیت اطہارؑ کے اللہ کے علاوہ سب سے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہے، خدا نے یہ کرامت اپنے بے انتہا علم وحکمت کی بنیاد پر صرف اور صرف چودہ معصومین کو عطا فرمائی ہے لہٰذا اس لحاظ سے کوئی بھی ان کے سامنے قابل مقایسہ نہیں ہے نہ ملک مقرب، نہ نبی مرسل اور نہ ہی کوئی بندۂ مومن۔ اور یہ تمام خصوصیتیں اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ وہ بشر نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے بشر ہیں جو ان صفات کے حامل ہیں۔

سوالات

۱۔ ﴿انّما یرید الله﴾ میں ارادۂ الٰہی تشریعی ہے یا تکوینی؟ اور کیوں؟

۲۔ یہ آیۂ کریمہ کس طرح اہل بیتؑ کی عصمت مطلقہ پر دلالت کرتی ہے؟

۳۔ یہ آیۂ کریمہ کس طرح اہل بیتؑ کے بے انتہا علم پر دلالت کرتی ہے؟ روایت کے ذریعہ ثابت کریں۔

۴۔ اہل بیتؑ کی وہ چار خصوصیتیں جو ان کی طہارت سے متعلق ہیں، بیان کریں؟

منابع تحقیق: تفسیر البرہان، مذکورہ آیت کے ذیل میں؛ تفسیر در المنثور، ص۶۰۴۔۶۰۶؛ بحار الانوار، ۲۳۔ ۳۹۔۱۰۱؛ احقاق الحق، ج۱۰، ص۳۱۱

چوبیسواں سبق

حدیث بساط

مرحوم کفعمیؒ اور علامہ مجلسیؒ کی نقل کے مطابق حدیث بساط (امیر المومنینؑ کا اصحاب غار کی جانب قالین کے ذریعہ سفر کرنا) ۲۱ / یا ۲۷ / ذی الحجہ میں صادر ہوئی ہے۔ (۱)

یہ واقعہ مقدس اردبیلیؒ نے کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے: ''ابن جعدہ سے منقول ہے کہ میں بصرہ میں تھا، میں رسول اسلامؐ کے خادم ''انس بن مالک'' کی بزم میں پہنچا، اسی وقت اس محفل میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے انس! اے وہ کہ جس نے رسول خداؐ کی صحبت اختیار کی، یہ کوڑھ کی بیماری جو تمہارے جسم سے نمایاں ہے، یہ کیسے ہوا؟ حالانکہ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ کوئی مومن برص و جذام میں مبتلا نہیں ہوتا! ۔انس نے سر جھکا لیا اور آنکھوں سے سیل اشک جاری کرتے ہوئے کہا: ایک نیک انسان کی بددعا کا اثر ہے۔ لوگوں نے ماجرا دریافت کیا، لیکن انس نے خجالت کے پیش نظر بیان سے گریز کیا، جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو انس نے حدیث بساط کو نقل کیا جس کو کچھ اس انداز سے نقل کیا جاتا ہے: ایک روز رسول خداؐ کی خدمت میں ہدیہ کے عنوان سے ایک قالین لایا گیا، آنحضرت

۱۔مصباح کفعمی: ص ۵۱۵۔ بحار الانوار: ج ۹۵، ص ۱۸۹

نے مجھے طلب کیا اور فرمایا: ان دس افراد (ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، و...) کو بلالاؤ، جب وہ سب آگئے تو حضور اکرمؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا: ان دس افراد کو اس فرش پر سوار کرو اور اصحاب کہف کی زیارت کرالاؤ، اس کے بعد مجھ سے فرمایا: اے انس! تم بھی ان سب کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ بھی دیکھو واپسی پر مجھ سے بیان کرنا۔

جب سب لوگ اس قالین پر سوار ہوگئے تو امیرالمومنین علیؑ نے ہوا سے خطاب کیا: **یاریح! حملینا و سیروا علیٰ برکة الله** ''اے ہوا خدا کی برکت سے ہمیں حرکت دیکر روانہ کر!''۔ ہوا نے فرش کو زمین سے اٹھایا اور فضا میں اڑنے لگی، مختلف مقامات کی سیر کراتی رہی یہاں تک کہ امیرالمومنین علیؑ کے فرمان پر قالین کو زمین پر رکھ دیا، زمین پر پہنچنے کے بعد امیرالمومنین علیؑ نے ہم سے سوال کیا: کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا مقام ہے؟ ہم نے کہا: خدا اور رسول اور اس کے وصی ہی بہتر جانتے ہیں۔ علیؑ نے فرمایا: یہ اصحاب کہف کی سرزمین ہے، اٹھو اور ان کے نزدیک پہنچ کر ان کی خدمت میں سلام عقیدت پیش کرو۔ جب ہم غار میں پہنچے تو پہلے ابوبکر پھر عمر اور پھر باقی افراد نے اصحاب کہف کی خدمت میں سلام خلوص پیش کیا، سلام کے جملے یہ تھے: **السلام علیکم یا اصحاب الکهف و الرقیم** ''۔ پھر میں آگے بڑھا اور ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا: ''**السلام علیکم ورحمة الله و برکاته أنا انس خادم رسول اللهؐ یا اصحاب الکهف!**''۔ لیکن ان کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تو امیرالمومنین علیؑ آگے بڑھے اور اس انداز سے سلام کیا: ''**السلام علیکم یا اصحاب الکهف و الرقیم الذین کانوا من آیاتنا عجبا!**''۔ اچانک تمام اصحاب کہف کی آواز آئی: ''**وعلیک السلام یا وصی رسول الله و رحمة الله و برکاته**''۔

امیر المومنین علیؑ نے اصحاب کہف سے سوال کیا: اے اصحاب کہف! دوسرے لوگوں کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ اصحاب کہف نے جواب دیا: اے وصی رسول! ہم وہ گروہ ہیں جو باایمان ہے اور خدا نے بھی ہمارے حق میں اپنی ہدایت کا اضافہ فرمایا ہے، ہمیں ہر کسی کے سلام کا جواب دینے کی اجازت نہیں ہے سوائے اس کے کہ سلام کرنے والا خود پیغمبر ہو یا وصی پیغمبر ہو، ہم نے آپ کے سلام کا جواب بھی اسی لئے دیا ہے کہ آپ پیغمبر خدا خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ (ص) کے وصی، جانشین اور سید الاوصیاء ہیں۔

علیؑ نے ہماری طرف مخاطب ہوکر پوچھا: کیا تم سب لوگوں نے سنا؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! امیر المومنین! ہم نے سنا۔ پھر علیؑ نے حکم دیا چلو اب سب قالین پر سوار ہو جاؤ تا کہ واپس چلیں؛ ہم نماز صبح کے وقت مدینہ پہنچ گئے اور رسول خداؐ کی اقتدا میں نماز صبح ادا کی، ابھی ہم تعقیبات و نوافل میں ہی مشغول تھے کہ رسول خداؐ نے میری جانب رخ کر کے سوال کیا: اے انس! جو کچھ تم نے دورانِ سفر مشاہدہ کیا، وہ سب کچھ تم اپنی زبان سے بیان کرو گے یا میں بیان کروں؟ میں نے کہا: اے خدا کے رسول! آپ شیریں سخن ہیں، آپ ہی بیان کیجئے۔ حضور اکرمؐ نے آغاز سے انجام تک پوری داستان شاہد عینی کے عنوان سے سنا ڈالی؛ داستان کے بعد مجھ سے خطاب کیا: اے انس! اگر میرے چچازاد بھائی (علیؑ) کے متعلق گواہی طلب کی جائے کہ ان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تو کیا تم گواہی دو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! خدا کے رسول!۔

جابر بن عبد اللہ اور سلمان فارسیؒ کا بیان ہے کہ جب رسول اسلامؐ نے قالین پر سوار ہر انسان سے الگ الگ سوال کرلیا تو فرمایا: میں خدا کی جانب سے مامور ہوں کہ تم سب سے علیؑ کی بیعت لوں اور یہ اقرار لوں کہ تم سب علیؑ کی اطاعت کرو گے اور اس مطلب کے

سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: ﴿یَا اَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِیْ الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ ''اے صاحبان ایمان! خدا، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو''۔(۱)

انس سے منقول ہے: رسول خداؐ کی رحلت اور غصب خلافت کے بعد، ایک روز کثیر مجمع کے درمیان علیؑ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! حدیث بساط کو بیان کرو! میں نے کہا: اے علی! میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری تمام یادداشت ختم ہو چکی ہے؛ امیر المومنینؑ نے فرمایا: اگر تم رسول خداؐ کی گواہی چھپاؤ اور حدیث بساط کے بیان میں کوتاہی سے کام لو تو خدا تمہیں سفید داغ میں مبتلا کرے، تمہارے اندر آگ روشن کرے اور تمہاری آنکھوں کی بینائی چھین لے، اس طرح سے کہ اگر تم کسی سے چھپانا بھی چاہو تو چھپا نہ پاؤ، میں ابھی اس بزم سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ تینوں بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ انس اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ دنیا سے چل بسے''۔(۲)

حدیث بساط کی سند

حدیث بساط ایسی معتبر حدیث ہے جس کو اکثر علمائے اعلام نے کثیر اور متعدد طرق

۱۔ الاصول الستۃ عشر، ص۱۳۰؛ بحار الانوار: ج۳۹، ص۱۴۰؛ و اذا نحن علیٰ باب المسجد فخرج الینا رسول اللهؐ فقال کیف رأیتم فقال القوم نشهد اهل الکهف و نومن کما آمنوا فقالؐ ان تفعلوا تهتدوا و ما علی الرسول الاالبلاغ المبین فان لم تفعلوا تختلفوا فمن وفیٰ وفیٰ الله له و من نکص فعلیٰ عقبه ینقلب افبعد المعرفة و الحجة و الذی نفسی بیده لقد امرت ان امرکم ببیعته و طاعته فبایعوه و اطیعوه فقد نزل الوحی بذالک علی یَا اَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِیْ الْاَمْرِ مِنْکُم)

۲۔ حدیقۃ الشیعۃ: مقدس اردبیلی، ص۳۸۲

کے ساتھ نقل کیا ہے۔(۱)

انس بن مالک کی روایت کو رسول خداؐ کے زمانے میں حدیث بساط (فرش۔قالین) اور امیر المومنین علیؑ کے دور میں سلمان فارسیؓ سے حدیث غمام (بادل) کے عنوان سے منقول ہے۔متن کے اختلاف کے پیش نظر ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا ہو اور دو کیفیتوں میں واقع ہوا ہو!۔فضائل ومناقب امیر المومنین علیؑ سے مربوط کتب میں ۲۱ یا ۲۷ ذی الحجہ کو یوم البساط کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حدیث بساط سے شیعی عقائد کی حقانیت کا اثبات

۱۔ رسول خداؐ نے مختلف زمانوں میں، متعدد مقامات پر، مختلف الفاظ میں علیؑ کی وصایت وخلافت کو بیان کیا ہے، یہاں تک کہ منافقین کے مجمع میں بھی بیان فرما کر اتمام حجت کیا ہے، حدیث بساط بھی انہیں مقامات میں سے ایک ہے۔

۲۔ جابر بن عبد اللہ کی نقل کے مطابق آیۂ اطاعت بھی حدیث بساط کے ضمن میں نازل ہوئی ہے یا کم سے کم اس واقعہ پر تاکید ہے۔

۳۔اصحاب کہف نے حضرت علیؑ کے سلام کا با آواز بلند جواب دے کر یہ ثابت کیا کہ حضرت علیؑ ہی رسول خداؐ کے وصی،خلیفہ اور جانشین ہیں۔

۴۔علیؑ کے وصی رسولؐ ہونے پر ان تمام دلائل کے موجود ہوتے ہوئے بھی بعض اصحاب نے حق کا کتمان کیا اور نصف النہار کے سورج کی طرح واضح حقیقت کا انکار کیا۔

۱۔حدیث بساط کے بعض منابع: ارشاد القلوب: ج۲،ص ۲۶۹۔بحار الانوار: ج ۳۹،ص ۱۴۵۔الخرائج والجرائح: ج۱،ص ۱۹۰،۲۱۱۔مناقب ابن شہر آشوب: ج۲،ص ۱۶۲

۵۔ جو لوگ حقانیت امیر المومنینؑ کے منکر ہو گئے وہ دنیا میں بھی عجیب و غریب بلاؤں سے دوچار ہوئے اور آخرت میں بھی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

٦۔ اصحاب کہف راہ حق پر گامزن اور اہل بہشت تھے، امیر المومنینؑ کی وصایت پر ان کا عقیدہ ان کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیعہ ہی برحق ہیں اور شیعہ ہی جنتی ہیں۔

۷۔ چونکہ اصحاب کہف نے علیؑ کے علاوہ کسی اور صحابی کے سلام کا جواب نہیں دیا اور اس کا سبب بھی بیان کر دیا لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ فقط علیؑ ہی جانشین اور وصی رسولؐ ہیں نہ کہ دیگر اصحاب۔

۸۔ آیۂ اولی الامر کا حدیث بساط کے ضمن میں نازل ہونا دلالت کرتا ہے کہ اولی الامر صرف ذات علیؑ ہے، علیؑ کے علاوہ کوئی نہیں جو اس عہدے پر فائز ہو سکے، اس بنا پر جو خود کو اولی الامر کہلائیں وہ قرآنی آیت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

۹۔ اولی الامر کی اطاعت، اطاعت خدا و رسول ہے؛ اور یہ امر عصمت مطلقہ کو ثابت کرتا ہے، اگر اولی الامر معصوم نہ ہو تو اطاعت مطلق کا مفہوم باقی نہیں رہے گا کیونکہ غیر معصوم کی اطاعت مطلق جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ غیر معصوم تو اکثر اوقات اپنی مجبوری کا اظہار کرتا نظر آتا ہے: **"لو لا علی لهلک عمر"**۔

۱۰۔ حدیث بساط کے موقع پر، نیز غدیر خم اور دوسرے متعدد مقامات پر رسول خداؐ نے لوگوں سے علیؑ کی بیعت لی اور اسی راستہ پر گامزن رہنے کی تاکید فرمائی، اس بنا پر جن لوگوں نے اس پیمان سے روگردانی کی وہ قرآنی آیات کے پیش نظر عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔

سوالات

۱۔ یوم بساط کون سا روز ہے اور اس دن کون سا واقعہ پیش آیا؟

۲۔ اصحاب کہف نے اصحاب رسولؐ کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟

۳۔ اصحاب سے اقرار لینے کے بعد رسول اسلامؐ کا علیؑ کی بیعت لینا! اس کی دلیل کیا ہے اور اس کے بعد کون سی آیت نازل ہوئی؟

۴۔ حدیث بساط کے پیش نظر، حقانیت تشیع کے دلائل کیا ہیں؟

۵۔ آیۂ اولی الامر، کس طرح امیر المومنینؑ کی عصمت پر دلالت کرتی ہے؟

پچیسواں سبق

سورۂ ہل اتی ''انسان''

ہجرت کے چھٹے سال امام حسن اورامام حسین علیہما السلام بیمار ہو جاتے ہیں، پیغمبر اکرمؐ امام حسنؑ و امام حسینؑ کی عیادت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے ہیں: اگر اپنے بچوں کی شفا کے لئے نذر مان لو تو خدا انھیں شفا عطا فرمائے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی شفا کے شکرانہ کے طور پر ہم تین دن روزہ رکھیں گے، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی یہی نیت کی، امام حسن وامام حسین علیہما السلام نے بھی بچے ہونے کے باوجود فرمایا کہ ہم بھی تین روزے رکھیں گے، گھر کی کنیز فضہ نے بھی یہی نذر کی۔

خداوند عالم نے انھیں شفا عطا فرمائی اور ان حضرات نے بھی دوسرے دن سے روزہ رکھنا شروع کر دیا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک پڑوسی سے بھیڑ کے بالوں کو بٹنے کا کاروبار تھا اس سے تھوڑا سا بال اور تھوڑا جو لیا تا کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا ان بالوں کو بٹیں اور اس کی مزدوری وہ جو قرار پائے اور اس جو کو پیس کر اس کی روٹیاں بنائیں۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے اس میں سے ایک تہائی جو کو پیسا اور پانچ روٹیاں بنائیں

اور افطار کے لئے دستر خوان پر رکھ دیا، ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹا کر مدد کی درخواست کی، سب نے اپنی اپنی روٹیاں اس مکین کو دے دی اور خود پانی سے افطار کر لیا۔

دوسرے دن حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے پھر جو پیسے اور پانچ روٹیاں بنائیں دوسری رات بھی ایک یتیم نے اہل بیت اطہار کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ان حضرات نے اپنی روٹیاں اس یتیم کو دے دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔

تیسرے دن افطار کے وقت ایک اسیر آیا اور اس نے مدد کا تقاضا کیا اور اہل بیتؑ نے اپنا کھانا اسے دے دیا اور اس کے بعد امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں پہونچے، حالت یہ تھی کہ بھوک کی شدت سے بدن لرز رہا تھا، پیغمبر اکرمؐ نے ان کی حالت دیکھ کر فرمایا: میرے لئے بہت سخت ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھوں، آپ نے حضرت زہرا (س) کو دیکھا کہ محراب عبادت میں ہیں اور بھوک کی شدت سے آنکھیں دھنس گئی ہیں، آپؐ نے انھیں کلیجے سے لگا لیا۔ اسی اثنا میں جبریل امین سورۂ دہر لے کر نازل ہوئے: ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا ... يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ☆ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ☆ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لاَنُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلاَشُكُورًا﴾۔(۱)

پھر جبرئیل امین آسمان سے ایک بڑی سی تھال لے کر آئے جس میں انواع و اقسام کے بہشتی کھانے تھے جسے اہل بیتؑ نے تناول فرمایا اور سیر ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر رسول خداؐ نے شکر ادا کیا کہ جناب مریم علیہا السلام کی طرح ان کے اہل بیتؑ کے لئے جنت

....

۱۔ سورۂ انسان/۱۔۱۰

سے غذا آتی ہے؛ قرآن میں جناب مریمؑ کے لئے خدا کا ارشاد ہے: ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا﴾ ''جب جناب زکریا محراب میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں رزق موجود ہے''۔(۱)

جس تھالی میں جبرئیل غذا لے کر نازل ہوئے تھے وہ اس وقت امام زمانہ(عج) کے پاس موجود ہے، آپ اسی میں غذا تناول فرماتے ہیں: ''وهی الجفنة التی یاکل منها القائم''۔(۲)

سورۂ مبارکہ سے مذہب امامیہ کی حقانیت پر استدلال

۱۔ خود سے پہلے دوسروں کا خیال رکھنا اہل بیت اطہارؑ کا شیوہ ہے؛ قرآن میں خدا کا ارشاد ہے: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾۔(۳) یا حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پوری رات صرف اور صرف پڑوسیوں کے لئے دعا فرماتی تھیں، جب امام حسنؑ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ''الجار ثمّ الدار''۔

۴۔ مومنین کے لئے بہتر یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے لئے ان تین دنوں کا یہ نام رکھیں: ''تین دن صیام برائے تعجیل ظہور صاحب قیام''۔

۵۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں شکرانہ کے طور پر تین دن روزہ رکھتا ہوں؛ ''اصوم ثلاثة ایام شکراً لله''۔ اور اس سورہ میں خداوند عالم نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾۔(۴) ''انسان یا کافر ہیں یا شاکر اور امیر المومنینؑ

۱۔ سورۂ آل عمران/۳۷ ۲۔ تفسیر عیاشی، ج۱، ص۱۷۲

۳۔ سورۂ حشر/۹ ۴۔ سورۂ انسان/۳

شاکر ہیں اوران کامخالف کافر۔پھر خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا﴾۔(۱)

۴۔اس سورۂ مبارکہ میں خداوندعالم نے اہل بیت اطہارؑ کے بہشتی ہونے کی خبردی ہےاورحدیث میں ہے:من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتةً جاهلية ''جو شخص اپنے زمانے کےامام کی معرفت کےبغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مراہے''۔اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ حضرت زہراسلام اللہ علیہا شہادت کے وقت کس امام کی امامت کو مانتی تھیں؟ جدھر بھی آپ ہوں گی ادھر ہی حق ہوگا اور مخالف گروہ جاہلیت کی موت مریں گے۔

۵۔خداوندعالم نےفرماتاہے: ﴿ولٰکنّ البرّ من آمَنَ باللّٰه﴾۔(۲)ایک دوسری آیت میں نیکی تک پہنچنے کے بارے میں فرمایاہے کہ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾(۳)''تم اس وقت تک نیکی نہیں پاسکتے جب تک ان چیزوں کو راہ خدامیں انفاق نہ کروجنھیں تم دوست رکھتے ہو''۔اوراس سورۂ مبارکہ میں اہل بیت کی توصیف بیان کرتے ہوئےفرماتاہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾(۴)پس یہ لوگ کھانے کی محبت رکھتے ہوئے اسے مسکینوں،یتیموں اوراسیروں کوکھلاکے نیکی تک پہونچ گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہی حضرات واقعی مومن اورکامیاب ہیں جیسا کہ خدانےفرمایا﴿قد افلح المومنون﴾۔(۵)اورجب

۱۔سورۂ انسان/۴
۲۔بقرہ/۱۷۷
۳۔آل عمران/۹۲
۴۔انسان/۸
۵۔مومنون/۱

یہ حضرات کامیاب اور راہ ہدایت پر ہیں تو ان کے مخالفین یقیناً راہ ضلالت وگمراہی پر گامزن ہیں۔

۶۔خداوندعالم نے اس سورہ میں فرمایاہے﴿إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ ﴾(۱) ''ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لئے کھلا رہے ہیں''۔ایک دوسری آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ رہو جو رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَه ﴾''اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ صبر پر آمادہ کرو جو صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اسی کی مرضی کے طلبگار ہیں''۔(۲) جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خدانے اہل کے ساتھ رہنے کا حکم دیاہے۔

۷۔خداوندعالم عمل کی کیفیت کو اہمیت دیتا ہے،کمیت کونہیں ؛ خدا کا ارشاد ہے :﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً ﴾۔(۳)اس آیت میں ''اکثر عملا ''نہیں کہا گیاہے ۔اوراس واقعہ میں ۱۵/روٹیوں کے عوض ۳۰/آیتوں سے زیادہ نازل فرمائی ،بالکل اسی طرح جیسے جنگ خندق میں پیغمبراکرمؐ نے فرمایا:ضربةُعلیٍ یوم الخندق افضلُ مِن عِبادة الثقلین ''خندق کے دن عمرو بن عبدود کے سر پر لگنے والی علی کی ایک ضربت دونوں جہان کی عبادتوں سے بہتر ہے''۔یعنی علی کی زندگی کا ایک لمحہ تمام جن وانس کی ہزاروں سال کے انواع واقسام کی عبادتوں سے بہتر ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ علی کی زندگی کا ایک لمحہ تمام صحابہ اور خلفا سے بہتر ہے۔

۱۔انسان/۹ ۲۔کہف/۲۸

۳۔ملک/۲

خلاصہ

اہل بیتؑ اور جناب فضہ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی شفایابی کے شکرانے کے طور پر تین دن تک روزہ رکھا اور خداوند عالم نے ایک پورا سورہ ان کی شان میں نازل فرمادیا۔ سورۂ دہر ان حضرات کو ابرار اور عباد اللہ اور ان کے مخالفین کو کفار کہتا ہے، اس سورہ میں اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ خداوند عالم عمل کی کثرت کو نہیں دیکھتا بلکہ اخلاص اور حسن عمل کو دیکھتا ہے، اس فضیلت میں جناب فضہ کی شرکت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جو فضیلتیں اہل بیت سے مخصوص ہیں ان سے ہم بھی اپنے وجود کو مہکا سکتے ہیں۔

سوالات

۱۔ سورۂ ھل اتی کے شان نزول کو بیان کریں؟
۲۔ اس فضیلت میں جناب فضہ کی شرکت بشریت کے لئے کس پیام کی حامل ہے؟
۳۔ اہل بیت کے مخالفوں کے کفر کو اس سورہ کے ذریعہ ثابت کریں؟
۴۔ اس سورہ سے مکتب امامیہ کے عقائد کی حقانیت پر چار دلیلیں بیان کریں؟

منابع تحقیق: امالی صدوق، ص ۳۲۹؛ مناقب امیر المومنینؑ، کوفی، ج ۱، ص ۱۸۲. بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۲۳۷
تفسیر ثعلبی، ج ۱۰، ص ۱۰۱. شواہد التنزیل، ج ۲، ص ۳۸۸. مناقب ابن مغازلی، ص ۲۷۲

چھبیسواں سبق

ولادت امام کاظم علیہ السلام

اس بات کا بہت افسوس ہے آج کل کچھ لوگ ۷رصفر کو امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت مناتے ہیں جبکہ بعض مراجع کرام کی نظر میں ۷رصفر امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کی تاریخ ہے، جس پر علماء نے شدت کے ساتھ اعتراض کیا ہے۔

ہمیں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہئے:

الف: محرم وصفر امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا مہینہ ہے جس کا پاس ولحاظ رکھنا ضروری ہے۔

ب: اگر فرض کیا جائے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر ایک ہی دن ایک بچہ کی ولادت ہوتی ہے اور اسی دن ایک دوسرے بیٹے کو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ہمیں معلوم ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اور ان کے گھر والے عزادار ہوں اور عزاداری کو جشن ولادت پر مقدم فرمائیں گے۔

اس کے علاوہ تمام مقامات مقدسہ میں اور خود کاظمین میں ۷رصفر کو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے عنوان سے منایا جاتا ہے ہر طرف سیاہ پرچم نصب کئے جاتے ہیں۔

امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ کتاب بصائر الدرجات میں شیخ کلینی اور مرحوم صفّار کے نظریہ کے اعتبار سے اور کتاب محاسن میں مرحوم برقی کے نظریہ کے مطابق ایام حج کے بعد ہے۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج انجام دے رہے تھے اور جب حج انجام دے کر واپس ہو رہے تھے تو سرزمین ''قیطفہ ابواء'' میں امام کاظم علیہ السلام کی ولادت کی خبر ملی۔ اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام خاظمؑ کی ولادت ماہ ذی الحجہ کی تیسری دہائی میں ہوئی ہے (کیونکہ مکہ سے مدینہ تک کا فاصلہ دس دنوں سے زیادہ میں طے کیا جاتا تھا اور ابواء مکہ اور مدینہ کے بیچ میں واقع ہے اگر امام صادق علیہ السلام ذی الحجہ کی ۱۵ رتاریخ کو مکہ سے نکلے ہوں تب بھی امام کاظم علیہ السلام کی ولادت ماہ ذی الحجہ کی آخری دہائی میں قرار پاتی ہے)۔

امام کاظم علیہ السلام کی بعض حدیثوں سے عقائد شیعہ کا اثبات

۱۔ یعقوب سراج کہتا ہے کہ ایک دن میں امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ امامؑ ایک نومولود بچہ سے گفتگو کر رہے تھے کچھ دیر کے بعد فرمایا: اے یعقوب! یہ میرا بیٹا ہے اور میرے بعد امام ہوگا، اس کے پاس جاؤ اور اسے سلام کرو۔ میں آگے بڑھا اور اس نومولود بچہ کو سلام کیا، وہ بچہ بولنے لگا، میرے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا: جاؤ اپنی اس بچی کا نام بدل دو جس کا تم نے کل نام رکھا ہے اس لئے کہ خدا اس نام سے ناراض ہوتا ہے، یعقوب کہتے ہیں کہ کل میرے یہاں ایک بچی پیدا ہوئی تھی اور میں نے اس کا نام حمیراء رکھا تھا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ اور جو میرے بیٹے نے تمہیں حکم دیا ہے اسے انجام

دو، میں گھر گیا اور اپنی بیٹی کا نام بدل دیا۔(۱)

۲۔ایک دن بادشاہ وقت مہدی عباسی نے امام کاظم علیہ السلام سے کہا کہ آپ فدک کے حدود بیان کریں تا کہ میں آپ کو واپس کردوں۔امامؑ نے فرمایا: فدک ایک طرف سے کوہ احد سے ملتا ہے، دوسری طرف سے مصر تک پہنچتا ہے اور تیسری طرف سے عدن تک اور اس کا باقی کا سرا سمرقند، افریقہ اور خزر تک ہے؛ ''**حدّ منها جبل احد وحدّ منها عرش مصر وحدّ منها سیف البحر وحدّ منها دومة الجندل**''۔یہ سن کر مہدی عباسی نے کہا: یہ تو بہت زیادہ ہے۔(۲)

شاید امام کاظمؑ کی مراد یہ رہی ہو کہ فدک زمین کا ایک ٹکڑا نہیں ہے بلکہ تمام حدود مملکت اسلامی ہے، فدک یعنی ولایت، فدک یعنی حکومت (جو تم لوگ غصب کر کے بیٹھے ہو)۔

۳۔ایک دن صفوان جمّال امام کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے امامؑ نے ان سے فرمایا: تمہارے تمام کام نیک ہیں سوائے ایک کام کے۔صفوان نے پوچھا: مولا! وہ کون سا کام ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہ تم جو ہارون کو اپنے اونٹ کرایہ پر دیتے ہو، یہ کام اچھا نہیں ہے۔انھوں نے کہا: ہارون نے میرے اونٹ تفریح کے لئے کرایہ پر نہیں لئے ہیں بلکہ مکہ جانا چاہتا ہے اور میں خود مدد کرنے کے لئے اس کے ساتھ نہیں جا رہا ہوں۔

امامؑ نے پوچھا: کیا تمہاری خواہش یہ نہیں ہے کہ وہ صحیح و سالم لوٹ کر آئے اور تمہارے اونٹوں کا کرایہ ادا کرے؟ صفوان نے کہا: ہاں میں یہی چاہتا ہوں، امامؑ نے فرمایا: ''**من احَبَّ بقاء هم فهو منهم ومن کان منهم فهو ورد النار**''(۳) یعنی جو بھی ان

۱۔اصول کافی ج۱، ص۳۱۰ ۲۔اصول کافی ج۲ص۷۲۶

۳۔جامع احادیث الشیعۃ، ج۲۲، ص۵۵۸

لوگوں کی بقا چاہے گا وہ انھیں میں سے کہلائے گا اور جو ان میں سے ہو وہ جہنم میں جائے گا۔

صفوان کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں واپس گیا اور اپنے تمام اونٹ بیچ ڈالے تا کہ ان لوگوں کا مددگار نہ بنوں۔

خلاصہ

امام کاظم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ذی الحجہ کے آخر میں واقع ہوئی ہے اور شیعوں کو چاہئے کہ ۷ر صفر کو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی عزاداری برپا کریں۔ امام کاظم علیہ السلام سے بہت سارے معارف اسلامی ہم تک پہنچے ہیں جیسے اپنے بچوں کے نام دشمنان اہل بیتؑ کے نام پر رکھنے سے منع کرنا یا پیغمبر اکرمؐ کے بعد کی حکومتوں (امیر المومنینؑ کی حکومت کے علاوہ) کو غاصب کے عنوان سے پہچنوانا، اور ظالموں کی مدد سے پرہیز کا حکم چاہے وہ نیک اعمال کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

سوالات

۱۔ دو دلیلوں سے ثابت کریں کہ امام کاظم کی ولادت ذی الحجہ کے اواخر میں واقع ہوئی؟

۲۔ اگر بالفرض ایک ہی دن ایک امام کی ولادت ہو اور دوسرے امام کی شہادت ہو تو شیعوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

۳۔ امام کاظم علیہ السلام کی نظر میں فدک کے حدود بیان کریں؟

۴۔ کیا اپنے بچوں کے نام اہل بیتؑ کے دشمنوں کے نام پر رکھنا صحیح ہے؟

منابع تحقیق: بحار الانوار، ۴۸، ص ۴۸؛ بصائر الدرجات، ص ۴۶۰؛ محاسن، ج ۲، ص ۳۱۴؛ رجال کشی، ص ۴۴۰؛ ارشاد مفید، ج ۲، ص ۲۱۹؛ مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۴۰۷

غدیری ایام کی مناسبتیں

۹/ذی الحجہ : حدیث سدّ الابواب

۱۰/ذی الحجہ : عیدالاضحیٰ، حدیث ثقلین کی تکرار، سورہ برائت کی تبلیغ

۱۲/ذی الحجہ: الٰہی امانتیں حضرت علیؑ کے سپرد کرنا

۱۳/ذی الحجہ: حضرت علیؑ کے لئے لقب امیر المومنین کا اعلان

۱۴/ذی الحجہ: حضرت فاطمہؑ کو فدک ہبہ کرنا اور نزول آیۂ ذوی القربیٰ

۱۵/ذی الحجہ : ولادت امام ہادیؑ اور روز زیارت جامعہ کبیرہ وزیارت غیدیریہ

۱۷/ذی الحجہ: امیر المومنینؑ کی شان میں آیۂ محبت کا نزول

۱۸/ذی الحجہ: عید اکبر، غدیرخم، آیۂ تبلیغ واکمال کا نزول، ۲۵/سال کی خانہ نشینی کے بعد امیر المومنینؑ کی ظاہری حکومت کا آغاز، حدیث منزلت کی تاکید، انبیائے الٰہی کے خلفاء کی تقرری کا دن، آیۂ عذاب واقع کا نزول، کشتی نوح کا ساحل نجات پر پہونچنا، امام زمانہ(عج) سے بیعت کا دن۔

۲۰/ذی الحجہ: ولادت امام کاظم علیہ السلام

۲۱/ذی الحجہ : آیۂ اولی الامر کا نزول، صدور حدیث بساط

۲۲/ذی الحجہ: قتل رسولؐ کی سازش اور اس سے آنحضرت کی حفاظت کا انتظام

۲۴/ذی الحجہ: عید مباہلہ، نزول آیۂ مباہلہ، نزول آیۂ تطہیر اور واقعہ حدیث کساء، حضرت علیؑ کی شان میں آیۂ ولایت کا نزول

۲۵/ذی الحجہ: پنجتن پاکؑ کی شان میں سورۂ ہل اتی کا نزول، مولا علیؑ کے ذریعہ سب سے پہلی نماز جمعہ کا قیام

Contact: 9858225575
Web: www.welayatpublications.com
E-mail: welayatpublications@gmail.com